مسلسل اشاعت کے چھپن سال

ماہنامہ

الحق

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

662-663 / صفر، ربیع الاول ۱۴۴۲ھ اکتوبر، نومبر ۲۰۲۰

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبد الحق رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی: مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ

سرپرست اعلیٰ: مولانا انوار الحق

مدیر اعلیٰ: مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ﷺ النَّبِي الأُمّي وَ عَلىٰ اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِيمَا

جلد نمبر 56
شمارہ نمبر 1-2
صفر، ربیع الاول ۱۴۴۲ھ
اکتوبر، نومبر ۲۰۲۰

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

بانی	باہتمام	نگران	مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	مولانا حامد الحق حقانی	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

معاون مدیر: محمد اسلام حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دینی، قومی، سیاسی، حیات و خدمات کانفرنس، شہید اسلام و پاکستان حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی شہادت دو برس گزرنے کے بعد بھی قاتلوں کی عدم گرفتاری؟ شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر محمد عادل خانؒ کی شہادت، مولانا قاضی محمد نسیم کلاچوی کی رحلت، مولانا سمیع الحق شہید: حیات و خدمات کانفرنس: متفقہ اہم اعلامیہ .... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- مولانا سمیع الحق شہید: حیات و خدمات کانفرنس (رپورٹ) .... مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۱۱
- دارالعلوم دیوبند کے عظیم جشن بہاراں کا ایک منظر .... شیخ الحدیث مولانا انوار الحق مدظلہ ۳۹
- فرانس میں صدارتی طور پر گستاخانہ خاکوں پر مولانا انوار الحق مدظلہ کا خطاب .... سعید الحق جدون ۴۲
- مولانا سمیع الحق شہیدؒ: عظیم القدر دینی و ملی شخصیت .... مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ۴۴
- فتوے کی شرعی حیثیت .... مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی ۴۶
- وبا کی آزمائش اور شہادت .... مفتی ذاکر حسن نعمانی ۵۰
- دارالعلوم کے شب و روز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۶
- تعارف و تبصرہ کتب .... مولانا محمد اسلام حقانی ۶۱

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/40روپے۔ سالانہ -/400روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا راشد الحق سمیع

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

''اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مرا ہوا نہ کہا کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں مگر تم نہیں سمجھتے''

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دینی ،قومی،سیاسی حیات وخدمات کانفرنس

قاتلوں کی عدم گرفتاری پرسوالیہ نشان

جمعیت علمائے اسلام (س) کے امیر ،دفاع پاکستان کونسل کے چیئر مین اور دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم ،شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ پاکستان کی سیاسی ،پارلیمانی اور مذہبی تاریخ کے ایک روشن باب تھے، آپ ایک عظیم اصولی سیاستدان ، محدث ، مفسر، ادیب ، مصنف ، محقق ، جید عالم اور نصف صدی تک احادیث پڑھانے والے شیخ الحدیث تھے، آپ کی علمی ،ادبی ،تحقیقی ،تصنیفی ،سیاسی ، جہادی ، روحانی ، قانونی اور مطالعاتی وصحافتی خدمات اور مساعی ومعلومات کا دائرہ انتہائی وسیع تھا ع سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کیلئے

اس سلسلے میں ان کی عظیم سیاسی ،ملی اور قومی خدمات کوخراج تحسین پیش کرنے کیلئے ایک روزہ قومی کانفرنس کا انعقاد ۲ رنومبر جناح کنونشن اسلام آباد میں کیا گیا ،جس میں ملک کے نامور دانشور ،سیاستدان ، اراکین پارلیمنٹ ، سیاسی قائدین ،نامور صحافی اور علماء ومشائخ نے شرکت کی اور حضرت شہیدؒ کوخراج تحسین پیش کرکے اپنے زریں خیالات کا اظہار کیا اور قاتلوں کی عدم گرفتاری اور اس ظلم وبربریت پرحکومت واداروں کی خاموشی پرتنقید کی۔

کانفرنس میں ہرمکتب فکر کے علماء،مشائخ اورعوام الناس شریک ہوئے ،پچھلے سال بھی اس کانفرنس کو دورنومبر یوم شہادت کی مناسبت سے اسلام آباد میں منعقد کرنے کا ارادہ تھا لیکن اُس وقت جمعیت علمائے اسلام کواس حوالے سے کسی بھی احتجاجی مظاہرے اورسیاسی یا جماعتی اجتماع وغیرہ کیلئے اجازت نہ مل سکی تھی تو ہم لوگوں نے اکوڑہ خٹک دارالعلوم حقانیہ میں حضرت والد ماجد شہیدؒ کی یاد میں نئی جامع مسجد کی افتتاحی تقریب میں اس حوالے سے پہلی کانفرنس منعقد کی ،جس میں بڑی تعداد میں علماء ومشائخ نے شرکت کی۔ اس سال دورنومبر ۲۰۲۰ کی اس کانفرنس کی مکمل روداد ،اہم اعلامیہ اوردیگر تفصیلات اس شمارہ میں اہمیت کے ساتھ شائع کئے جارہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہماری اس معمولی خدمت کوقبول فرمائے اورحضرت والد صاحب شہیدؒ کے درجات بلند فرمائے۔آمین

شہید اسلام و پاکستان حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی شہادت

دو برس گزرنے کے بعد بھی قاتلوں کی عدم گرفتاری؟

والدی الکریم، مجاہد اسلام، بطل حریت، مدبر ملت، سفیر امن شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے المناک سانحہ دو نومبر ۲۰۲۰ء کو دو سال مکمل ہو گئے ہیں لیکن ان کو شہید کرنے والے ظالم قاتلوں کا سراغ آج تک نہ مل سکا اور حکومت و ادارے مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہیں ...... میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

یہ بات ہر ذی شعور پاکستانی پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت مولانا شہیدؒ نے ہمیشہ اس مملکت کے نظریہ کے دفاع کی جنگ لڑی اور اس ملک کی جغرافیائی ونظریاتی سالمیت کی بقاء کے لئے آخر دم تک یہ بوڑھا جرنیل مشرقی ومغربی محاذوں پر ڈٹ کے کھڑا رہا، چاہے وہ افغانستان میں عالمی استعمار اور اس کی کٹھ پتلی حکومت کی مسلسل مخالفت ہو یا پھر ''دفاع پاکستان'' کے سیاسی پلیٹ فارم کی صورت میں ہندوستان کے مظالم اور ریشہ دوانیوں کا مقابلہ کرنا ہو، الغرض انہوں نے ہمیشہ اس ملک میں اسلامی نظریات اور جغرافیائی سرحدات کے تحفظ کی بات کی اور اپنے آپ کو اس ملک کے ایک مخلص مجاہد و سپاہی کے طور پیش کیا، جب بھی ملکی سرحدات خطرے میں پڑیں تو حضرت مولانا شہیدؒ ہمیشہ صف اول میں سینہ تان کر کھڑے نظر آتے، ہر ملکی اور بین الاقوامی فورم پر پاکستان کے بقاء کی جنگ لڑی اور ہمیشہ اپنے لاکھوں شاگردوں، کارکنوں اور عقیدتمندوں کو پاکستان سے وفاداری کا درس دیتے رہے، حضرت مولانا شہیدؒ کی ذات گرامی سطحی قسم کے اختلافات اور فروعی جھگڑوں سے پاک رہی، وہ ہمیشہ ملت اسلامیہ کے وسیع تر مفادات واتحاد کا سوچتے تھے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس قدر عظیم خدمات کے باوجود اس عظیم ہستی کے دن دھاڑے قتل اور اس کے بعد اداروں کی عدم دلچسپی اور خاموشی ناقابل فہم ہے، کیوں دو سال بعد بھی ان سفاک قاتلوں کا کوئی سراغ، کوئی نشان نہ لگایا جاسکا، اگر پاکستان کے مخلص کمانڈر، جرنیل اور محافظ کی شہادت میں بیرونی اسلام و پاکستان دشمن قوتیں ملوث ہیں جیسا کہ حادثہ کے فوراً بعد بتایا گیا تھا تو اب تک سرکاری طور پر اس کا اعلان کیوں نہیں کیا گیا؟ اور ان ظالم دشمن ممالک سے اس ظلم عظیم پر باز پرس یا احتجاج کیوں نہیں کیا گیا؟ اور یہ بات خارج از امکان بھی نہیں کہ حضرت مولاناؒ کی شہادت کے اصل قاتل اور بھیانک

سازش کو تیار کرنے والے اسلام اور پاکستان دشمن بیرونی عناصر ہوں کیونکہ ان کی نظروں میں حضرت مولاناؒ کی ذات شروع ہی سے کھٹکتی تھی، اسی لئے وہ موقع کی تلاش میں تھے کہ حضرت مولانا شہیدؒ کو اپنے راستے سے ہٹائیں تاکہ افغانستان میں اپنے مستقبل کے خطرناک منصوبوں کی تکمیل اور مذاکراتی عمل میں حضرت مولاناؒ اپنے شاگردوں کی سیاسی رہنمائی نہ کرسکیں، انہوں نے ہی شہید شیخ اسامہؒ، امیر المومنین ملا اختر منصورؒ، اسلام آباد میں نصیر الدین حقانی اور دیگر عالمی اسلامی رہنماؤں کے قتل کی طرح حضرت والد صاحبؒ کو بھی نشانہ بنایا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اگر بین الاقوامی ایجنسیاں حضرت مولاناؒ کے قتل میں ملوث نہیں تو پھر ان کا قاتل پاکستان کے اندر ہی کوئی ہوسکتا ہے؟ تو کیا پاکستان کے دفاعی اور تفتیشی ادارے اتنے کمزور ہیں کہ وہ اتنے بڑے عالم دین اور بین الاقوامی شخصیت کے قاتلوں کا سراغ دوسال تک نہ لگاسکیں؟ آخر کیا وجہ ہے کہ قاتل بیرونی قوتیں ہیں تو وہ بھی معلوم نہ ہوسکیں اور اگر داخلی قوتیں ہیں تو اس کی ڈھونڈ بھی نہ لگائی جاسکی؟ اگر اس ظلم عظیم پر خاموشی یا ظلم پسندی حکومت کی پالیسی ہے تو پھر اس عظیم سانحہ پر پُراسراریت اور عدم توجہی سے تو یہی تاثر ابھرتا ہے کہ یا تو ریاست حسب سابق بیرونی قوتوں وقاتلوں کے دباؤ میں آگئی ہے یا خود اس کے کسی طاقتور فرد یا ادارے نے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو بربریت کا نشانہ بنایا ہے۔ آخر اس ملک کے عظیم عالم اور مدبر سیاستدان کی شہادت میں ملوث عناصر کو بے نقاب کرنے میں تفتیشی ادارے کیوں کامیاب نہیں ہو پارہے؟ حکومت پاکستان اور تفتیشی اداروں کیلئے یہ ایک سوالیہ نشان ہے کہ کیا دیگر مشاہیر علماء وزعماء کی شہادتوں کی طرح والدی المکرّم کا یہ واقعہ شہادت بھی پراسرار ہی رہے گا؟ اور ان سفاک قاتلوں کا صبح قیامت تک کوئی سراغ نہ مل سکے گا؟ جیسے کہ سابق صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق شہید اور جنرل اختر عبدالرحمٰن وغیرہ کو راستے سے ہٹایا گیا تھا اور اُن کی شہادت کی تحقیقات بھی تیس برس بعد بھی سامنے نہ آسکیں اور نہ ہی سابقہ وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو کے قتل کی تحقیقات چودہ برس بعد بھی واضح نہ ہوسکیں، یہ حکومت پاکستان اور متعلقہ اداروں کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اب تک حضرت شہیدؒ جیسے محبِ وطن عظیم پاکستانی سیاستدان کے قاتل گرفتار نہ ہوئے۔

ہم نے شروع دن ہی سے پولیس و دیگر تحقیقاتی ٹیموں کیساتھ اس سلسلے میں بھرپور معاونت کی ہے اور برادر محترم مولانا حامد الحق صاحب نے اپنی ایف آئی آر میں بھی اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے اصل قاتل اور بھیانک سازش کو تیار کرنے والے اسلام اور پاکستان دشمن بیرونی ممالک وعناصر ہیں کیونکہ ان کی نظروں میں شروع دن ہی سے حضرت مولاناؒ کی

ذات اور دارالعلوم حقانیہ کی حیثیت کھٹکتی تھی،قتل میں براہ راست ان کے شہریوں اور ایجنٹوں نے حصہ لیا ہے۔اب حکومت پاکستان، وزارت خارجہ اور وزارت داخلہ کو حضرت مولاناؒ کی شہادت پر ان قوتوں کے خلاف ہر سطح پر مؤثر آواز اٹھانی چاہیے، آخر حضرت مولاناؒ جیسے محب وطن، عظیم پاکستانی سیاستدان کے قاتلوں کی عدم گرفتاری یا اس پر مضبوط اسٹینڈ نہ لینا کس بات کی غمازی ہے؟ آپ شہیدؒ عمر بھر مملکت پاکستان کے نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کے عظیم سپہ سالار اور جراتمند رہنما تھے۔کیا زندہ قومیں اپنے ہیروز کو یونہی فراموش کردیتی ہیں؟ ہم نے اپنے طور پر مسجد کے منبر سے لیکر پارلیمنٹ تک اور وہاں سے پاکستان کی عدالتوں اور مقتدر حلقوں کے تمام چھوٹے بڑے افسران، وزیروں، مشیروں حتیٰ کہ وزیراعظم پاکستان اور آرمی چیف سے انصاف کے حصول کیلئے ملاقاتیں کیں لیکن ان دو سالوں کے عرصہ میں ہماری ساری کوششیں اور مظلومانہ صدائیں صدا بصحرا ہی ثابت ہوئی ہیں، مقتدر شخصیات نے واضح طور پر ہمیں بتادیا کہ ''حضرت مولاناؒ کا قتل بھی ''اندھا قتل'' ہے۔جس طرح کہ امریکی صدر جان ایف کینیڈی اور پاکستان کے بڑے بڑے سیاسی لیڈروں کے قاتل اوراس کی سازش کرنے والے سامنے نہ آسکے، بدقسمتی سے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے قاتل بھی اب تک نہ مل سکے ہیں، ہماری تفتیش تو جاری ہے۔'' لیکن عملی طور پر تحقیقات کا نتیجہ آج بھی صفر بٹہ صفر ہے، نہ اصل قاتل تلاش کئے جاسکے، نہ سازشی عناصر کا کچھ معلوم ہوا، اس تمام تکلیف دہ مجرمانہ صورتحال پر ہمارا اب بھی یہ موقف اور مطالبہ ہے کہ حضرت مولانا شہیدؒ کے قاتلوں کی گرفتاری کیلئے تمام تفتیشی ادارے منطقی نتائج دیں کیونکہ اصل قاتلوں کی عدم گرفتاری ملک وحکومت کیلئے ایک سوالیہ نشان رہے گا اور ہم آخر تک اصل قاتلوں کی گرفتاری کے مطالبہ پر قائم رہیں گے۔

بہرحال حضرت مولانا شہیدؒ ملک وملت کا ایک بڑا سرمایہ تھے، ظالم حکمران اور ارباب اختیار نے ان کی خدمات کی کوئی قدر نہ کی، اللہ تعالیٰ نے حسب تمنا آپ کو ۸۲۔۸۳ برس کی عمر میں شہادت سے نوازا۔ طویل العمری اور علالت کے باوجود آخر تک صاحب فراش نہ تھے، آپ نے زندگی بھر جس مقصد کیلئے جدوجہد کی اس مقصد کا اختتام ان کی شہادت پر ہونا انکا مقدر ٹھہرا تھا، وہ رخصت ہوتے ہوئے بھی علمی، دینی، صحافتی، سیاسی ودینی مدارس اور ملک کے تحفظ کی جدوجہد کے راستے سے علیحدہ نہ ہوئے اور اسی راستے میں اپنی جاں نثار کرکے رخصت ہوئے لیکن ان کی شہادت سے پاکستان اور امت مسلمہ ایک عظیم عالم دین، مدبر سیاستدان اور صاحب بصیرت مفکر سے محروم ہوگئی۔

ع اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ

آہ! مولانا ڈاکٹر محمد عادل خانؒ کی شہادت

والدی الکریم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید کی المناک شہادت کے زخم ابھی مندمل نہیں ہوئے تھے کہ کراچی میں حضرت مولانا ڈاکٹر عادل خان جیسی ہشت پہلو شخصیت بھی شہید کردیئے گئے، مملکت پاکستان میں ایک بڑی منظم منصوبہ بندی اور خفیہ سازش کی تحت اہل علم اور بزرگ ہستیوں کو چن چن کے راستے سے ہٹا کر شہید کیا جاتا رہا ہے اور باقاعدہ ایک تسلسل کے ساتھ سفاکیت کا یہ خونی کھیل جاری ہے اور درندہ نما قاتل قوتیں ایسی قد آور شخصیات کو چن چن کر شہید کر رہے ہیں جن کی علمی، عملی، روحانی اور اصلاحی خدمات سے چاردانگ عالم مستفید اور منور ہوتے ہیں۔ مملکت پاکستان جس کی حصول اور قیام کیلئے سب سے زیادہ قربانیاں انہیں سرفروش علماء نے دی تھی اب اسی ملک میں انہیں سرفروشوں ومخلص علماء کے فکری وروحانی ابناء کا ناحق خون بہایا جارہا ہے، اب تک جن اہم علماء کو شہید کیا گیا ہے ان کی تعداد سو سے بھی زیادہ ہوگئی ہے لیکن کسی ایک عالم کے قاتل کو اب تک نہ کیفر کردار تک پہنچایا گیا، نہ بے نقاب کیا گیا، نہ گرفتار کیا گیا اور نہ ہی ان کے قاتلوں کے سراغ لگانے کی زحمت گوارا کی گئی، یوں محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان میں دین کی بات کرنا اور دینی اقدار کو پروان چڑھانا جرم بنتا جارہا ہے، اسی سفاکیت کا نیا تسلسل شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان قدس سرہ کے بڑے فرزند ارجمند جامعہ فاروقیہ کراچی کے مہتمم، رئیس وشیخ الحدیث، حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب شہید کی شہادت بھی ہے، ان کو ہفتہ کے روز ۱۰/اکتوبر ۲۰۲۰ بعد نماز مغرب شاہ فیصل کالونی میں شہید کردیا گیا (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

ڈاکٹر صاحب شہیدؒ نہایت نیک ومتواضع، مرنجاں مرنج طبیعت کی حامل شخصیت تھے اور شیخ المشائخ حضرت مولانا سلیم اللہ خان قدس سرہ کے بڑے قابل فاضل صاحبزادے تھے، آپ نے اپنے عظیم والد کے آغوش میں درس نظامی کی تکمیل کی اور سندھ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، جامعہ فاروقیہ میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے، ساتھ جامعہ فاروقیہ کراچی کے ترجمان رسالہ ''الفاروق'' انٹرنیشنل عربی اور انگریزی کے چیف ایڈیٹر رہے، آپ ایک ماہر معلم، سیال قلم مصنف، جید محقق، بہترین خطیب اور صاحب اسلوب ادیب ہونے کے ساتھ معاصر عالمی مسائل، چیلنجز اور جدید علوم سے بھی بہرہ ور اور آگاہ تھے، اسلامی دنیا کے بدلتے حالات پر گہری نظر رکھتے تھے، آپ کچھ عرصہ تک امریکہ میں بھی مقیم رہے، جہاں وہ ایک اسلامی مرکز سے منسلک رہے اور ایک بڑا

اسلامی سینٹر وہاں قائم کیا، آپ نے دنیا کے درجنوں ممالک کے اسفار بھی کئے، جہاں انہوں نے بہت سارے علمی سیمینارز اور کانفرنسز میں اپنے تحقیقی مقالات پیش کئے جس کی تعداد دو سو سے زائد ہے، آپ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ملائیشیا میں بطور پروفیسر خدمات انجام دیتے رہے اور وہاں کے بہت سے تحقیقی منصوبوں اور کتابوں کی تیاری میں شامل رہے اور اسی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی اور ماسٹرز کے طلباء کے مشرف بھی رہے۔ آپ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ملائیشیا میں تحقیقی کمیٹی کے رکن بھی تھے اور اسی یونیورسٹی کے نصاب میں شامل تین کتابوں کے شریک مصنف بھی ہیں اور ملائیشیا کی ہائر ایجوکیشن نے انہیں اپنی مایہ ناز تحقیق کی بنا پر فائیو اسٹار رینکنگ ایوارڈ سے نوازا، یہ ایوارڈ آپ کو ملائیشیا کے صدر کے ہاتھوں دیا گیا، اس کے علاوہ آپ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی کمیٹی کے رکن رہے، وہ اپنے عظیم والد کی وفات کے بعد پاکستان واپس آئے اور جامعہ فاروقیہ میں دوبارا اپنے فرائض اور ذمہ داریاں سنبھالنے لگے اور تادم شہادت یہیں پر خدمات دیتے رہے، انہوں نے اپنی زندگی علوم دینیہ کی خدمت کیلئے وقف کررکھی تھی۔ ان کی شہادت ایک فرد، ایک طبقہ اور ایک مسلک کے عالم کی شہادت نہیں، بلکہ پورے اہل اسلام کے خلاف کھلی جارحیت اور اہل علم کو ہراساں کرنے کی نہایت سفاک ترین کوشش ہے، نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دین دشمن لابیوں کی ریشہ دوانیاں اس حد تک بڑھ گئی ہیں کہ وہ جب چاہیں، جہاں چاہیں اور جس کو چاہیں اپنے نشانے پر رکھ لیتے ہیں اور کوئی ان سے پوچھنے اور لگام دینے والا نہیں، مقتدرہ حلقوں سے سوال یہ ہے کہ کیا عوامل اور وجوہات ہیں جن کی بنا پر حکومت اور سیکورٹی ادارے علماء کے قتل کے معاملے میں سردمہری کا مظاہرہ کررہی ہیں، کیا انہیں ان شہید علمائے کرام کے جسموں سے بہنے والی خون سے کوئی دلچسپی نہیں؟ اللہ نہ کرے اگر یہی تسلسل جاری رہا تو ہم اس طرح اپنے علماء کے خون میں لت پت لاشیں اٹھاتے رہیں گے یوں اہل اسلام وپاکستان اپنے قابل فرزندوں سے محروم ہوتا رہے گا۔

بہرحال حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان شہید کو اللہ تعالی نے شہادت کے اعلی مراتب و مقامات سے نوازا، ان کی نماز جنازہ میں ہر طبقہ سے وابستہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی اور انہیں اپنے والد ماجد کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا، اللہ تعالی مولانا شہید کی شہادت کو قبول فرمائے اور جنت کے اعلیٰ مقامات سے نوازے اور جملہ پسماندگان خصوصاً برادرم حضرت مولانا عبیداللہ خالد صاحب (مہتمم جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی ومدیر ماہنامہ ''الفاروق'' اردو) اور ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادے مولانا انس عادل اور مولانا عمیر عادل صاحبان کو صبر جمیل عطاء فرمائے، جامعہ

دارالعلوم حقانیہ،ادارہ ''الحق'' مولانا کی شہادت کے اس عظیم سانحے کو اپنا سانحہ سمجھتا ہے بلکہ اس حادثہ فاجعہ نے والد گرامی حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے زخم بھی تازہ کردیئے ہیں،ہم سب اس عظیم صدمے میں جامعہ فاروقیہ اوران کے پسماندگان کے ساتھ برابر شریک ہیں۔

مولانا قاضی محمد نسیم کلاچویؒ کی رحلت

گزشتہ دنوں حضرت مولانا قاضی محمد نسیمؒ ،مہتمم نجم المدارس کلاچی بھی اچانک ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔''نجم المدارس'' صوبہ خیبرپختونخوا کا قدیم علمی روحانی مرکز رہا ہے، اس علمی خانوادے میں ہمیشہ بڑی بڑی عظیم علمی شخصیات پیدا ہوئیں ہیں اورانہوں نے ملک وملت اور خصوصاً خیبرپختونخوا کے تعلیمی میدان میں اپنا بہت بڑا حصہ ڈالا ہے، یادگاراسلاف حضرت مولانا قاضی عبدالکریمؒ (قدیم ترین فاضل دارالعلوم دیوبند)،بیٹے حضرت مولانا قاضی عبداللطیفؒ (محرک شریعت بل)، حضرت مولانا قاضی محمد عبدالحلیم حقانیؒ (سابق مدرس ومفتی دارالعلوم حقانیہ) ان میں نمایاں شخصیات گزری ہیں۔حضرت مولانا محمد نسیم حقانیؒ بھی ہرمیدان میں اپنے اسلاف وبزرگوں کا تسلسل قائم رکھے ہوئے تھے۔آپ دارالعلوم حقانیہ کے لائق اورانتہائی باادب،باکمال اور بامروت فضلاء میں سے تھے۔عمر بھر خانوادۂ حقانی اورحضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق صاحبؒ سے بےلوث عقیدت ومحبت اور سیاست کا علاقہ وتعلق نبھائے رکھا اورحضرت والد کی شہادت کے بعد بھی ہم جیسے چھوٹوں سے اُسی طرح مشفقانہ انداز سے پیش آتے رہے اور ہماری سرپرستی فرماتے رہے۔اللہ نے آپ کو بہت سی صفات اور کمالات سے نوازا تھا، سنجیدگی ،وقار ،سادگی اور ادب سے آپ مرکب تھے اور اپنے تعلیمی ادارہ کو کامیابی کیساتھ چلاتے رہے،آپ نے اپنے دونوں قابل صاحبزادوں مولانا قاضی محمد وسیم (مہتمم نجم المدارس) اورمولانا قاضی محمد سلیم حقانی جن کی متواضعانہ فطرت اور بے مثال خدمت ومحبت کی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی ،آپ نے جامعہ حقانیہ میں تعلیم کیلئے وقف کئے رکھا اور دونوں بھائیوں نے دارالعلوم میں تعلیم کیساتھ ساتھ اساتذہ کی خدمت واطاعت کی ایسا نمونہ قائم کیا جس سے ان کی اعلیٰ اخلاقی خاندانی تربیت اوراوصاف حمیدہ کا پتہ چلتا ہے۔دارالعلوم حقانیہ،ادارہ ''الحق'' ان کے خاندان کے تمام افراد اور اساتذہ اورمولانا محمد وسیم ،مولانا سلیم ،مولانا نصیر الدین ، مولانا قاضی علاؤ الدین،قاضی اسحاق ،مولانا عبدالرحمٰن اچکزئی ،قاضی رفیع الدین سے دلی تعزیت کرتا ہے اور خود کو بھی تعزیت کا مستحق سمجھتا ہے۔دارالعلوم میں انکے رفع درجات کیلئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ: حیات و خدمات کانفرنس

منعقدہ جناح کنونشن سینٹر اسلام آباد کے موقع پر شرکا، سیاسی زعما اور علماء کا متفقہ اہم اعلامیہ

بمورخہ ۲؍نومبر ۲۰۲۰ کے یہ عظیم الشان کانفرنس اور اس میں شامل مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے قائدین وکارکنان سماجی تنظیموں کے رہنماء، علماء ومشائخ اور عوام الناس کا یہ نمائندہ اجتماع......

(۱) مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی علمی، دینی، سیاسی، سماجی، قومی، ملی اور پارلیمانی خدمات کو زبردست انداز میں خراج عقیدت پیش کرتا ہے جنھوں نے ملک میں امن وامان اور مسلکی ہم آہنگی میں اہم کردار ادا کیا اور تصنیف وتالیف سے لے کر اس وطن عزیز پاکستان کے آئینی اور دستوری خدمات تک کردار ادا کیا، دین اسلام اور پاکستان کے لیے ان کے لازوال خدمات ہمیشہ کے لیے سنہرے الفاظ میں یاد رکھے جائیں گے۔

(۲) اقوام متحدہ اور او آئی سی فرانس سمیت دیگر ممالک میں توہین آمیز خاکوں کے خلاف بروقت اقدام کریں اور عالمی سطح پر اس کیلئے قانون سازی کی جائے نیز مسلم دنیا فرانس سے سفارتی بائیکاٹ کرے

(۳) یہ عظیم الشان اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ جب تک فرانس حکومت معافی نہ مانگے اور آئندہ ایسے واقعات کیلئے ٹھوس لائحہ عمل نہ بنائے اس وقت تک فرانسیسی مصنوعات کا بائیکاٹ جاری رہنا چاہیے۔

(۴) یہ کانفرنس مطالبہ کرتی ہے کہ مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو راولپنڈی میں انتہائی بہیمانہ انداز میں قتل کر دیا گیا تھا اس سانحہ عظیم پر تمام خاندان سمیت دارالعلوم حقانیہ نے مولانا شہید رحمہ اللہ کے لاکھوں چاہنے والوں کو پرامن رہنے کی تلقین کی اور کئی ماہ تک شب و روز ملکی اداروں سے مکمل تعاون کیا تاکہ مولانا کے قاتلوں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ آج یہ نمائندہ اجتماع اس بات پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ بدقسمتی سے مولانا سمیع الحق کے بہیمانہ قتل کو بھی حسب روایت اندھا قتل قرار دیا گیا جس سے ہمیں انتہائی دکھ اور مایوسی ہوئی اور آج دو سال مکمل ہونے کے باوجود بھی ہم مولانا شہیدؒ کے قاتلوں کو پکڑنے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچانے کے منتظر ہیں اور اب تک حکومتی

اداروں کی طرف سے ہونے والے اقدامات کو ناکافی سمجھتے ہیں ۔آخر ملک کے اتنے بڑے مذہبی سیاستدان کے قتل کے سانحہ کو کیسے اتنے آسانی سے فراموش کیا جاسکتا ہے؟ یقیناً یہ ملک کے تمام اداروں پر ایک سوالیہ نشان ہے اور رہے گا اور جب تک ہمیں انصاف نہیں ملتا اس وقت تک ہمارا احتجاج اور جدوجہد جاری رہے گی۔

(۵) یہ نمائندہ اجتماع پاکستان میں جید علماء کرام پر قاتلانہ حملوں کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے گزشتہ دنوں مہتمم جامعہ فاروقیہ مولانا عادل خان کی شہادت، پشاور کے مدرسہ زبیریہ میں معصوم بچوں پر حملہ اور مختلف جگہوں پر علماء اور اساتذہ دینی مدارس کی پکڑ دھکڑ پر شدید غم و غصے کا اظہار کرتا ہے اور دہشت گردانہ واقعات اداروں کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے۔

(۶) یہ نمائندہ اجتماع ملک میں جاری فرقہ وارانہ واقعات پر تشویش کا اظہار کرتا ہے، حکومت وقت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فرقہ پرست عناصر کے خلاف بروقت اقدامات کرے اور توہین صحابہؓ و اہل بیتؓ کا ارتکاب کرنے والوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے۔

(۷) یہ نمائندہ اجتماع ،امارت اسلامیہ افغانستان اور امریکہ کے درمیان امن معاہدے کو خوش آئندہ قرار دیتا ہے اور امریکہ اس کی اتحادی قوتوں سمیت عالمی برادری سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ افغانستان سے انخلاء کے بعد بین الافغانی مذاکرات سمیت علاقائی امن میں کردار ادا کریں تاکہ ماضی کی طرح ماضی کے تلخ تجربات کو دوہرایا نہ جاسکے۔

(۸) یہ نمائندہ اجتماع کشمیری مسلمانوں پر جاری ظلم وستم کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ انتہا پسند نریندر مودی اس وقت پورے خطے کے امن کے لیے خطرہ ہے لہٰذا اس کے خلاف سفارتی سطح پر بھرپور اقدامات کیے جائیں۔

(۹) یہ نمائندہ اجتماع ملک میں جاری مہنگائی اور بیروزگاری پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت وقت سے مطالبہ کرتا ہے کہ غریب عوام کے لئے آسانیاں پیدا کی جائیں کیونکہ عوام کی قوت برداشت جواب دے چکی ہے۔

(۱۰) یہ نمائندہ اجتماع امت اور اپوزیشن کے درمیان جاری کشمکش اور رسہ کشی پر بھی تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تمام سیاسی قائدین کے ساتھ تصادم کی بجائے مفاہمت کا راستہ اختیار کرے اور عوامی مسائل پر توجہ دے نیز سیاسی رسہ کشی میں قومی رازوں کو افشا کرنے سے گریز کیا جائے اور ملکی وقار کو مقدم رکھا جائے۔

ضبط وترتیب: مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی
رفیق موتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

مولانا سمیع الحق شہید: حیات وخدمات کانفرنس

۲ نومبر بروز پیر جناح کنونشن اسلام آباد

۲ نومبر بروز پیر جناح کنونشن ہال اسلام آباد میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی یاد میں ان کے علمی، دینی، ملی، سیاسی، مذہبی، جہادی اور پارلیمانی خدمات کوخراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک تعزیتی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک بھر کے مذہبی وسیاسی رہنماؤں، علماء، طلبا اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔تقریب کا آغاز جامعہ عثمانیہ کے مہتمم اور شاہ فیصل مسجد اسلام آباد کے امام حضرت مولانا قاری اخلاق احمد مدنی کے پرسوز تلاوت سے ہوا۔اسٹیج سیکرٹری کی خدمات مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب، حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب اور مفتی شیر محمد مغل صاحب انجام دے رہے تھے۔اسٹیج پرتشریف فرما اکابر علماء اور سیاسی زعماء کی تفصیل درج ذیل ہے، شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق حقانی، مولانا حامد الحق حقانی، مولانا احمد لدھیانوی، مولانا عبدالقیوم حقانی، جناب سینیٹر سراج الحق، جناب اعجاز الحق، مولانا خلیل احمد مخلص، جناب عبداللہ گل، مولانا مفتی رویس احمد، مولانا فضل الرحمن خلیل، مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج، مولانا ابوالخیر زبیر، مولانا مفتی محمد جامعۃ الرشید، مولانا ایوب خان، مولانا عبدالقدوس نقشبندی، مولانا عبدالواحد، مولانا راشد الحق، مولانا عبدالرشید راولپنڈی، مولانا نقیب اللہ حقانی، مولانا چراغ الدین شاہ، مولانا عبدالخالق اسلام آباد، مولانا محمود الحسن توحیدی، مفتی محمود حسن کشمیری، مولانا حافظ احمد علی کراچی، مفتی حماد مدنی، وفاق المدارس کے مولانا عبدالمجید، مولانا اسعد درخواستی، مولانا اسد اللہ حقانی، مولانا مفتی مختار اللہ حقانی، مولانا سعید الرحمن، مولانا سلمان الحق حقانی، مولانا لقمان الحق حقانی، مولانا بلال الحق، مولانا حزب اللہ جان حقانی اور دیگر اساتذہ دارالعلوم حقانیہ نمایاں تھے۔

مولانا سید یوسف شاہ صاحب نے نعتیہ کلام کیلئے مولانا فہیم الحسن تھانوی کو دعوت دی، جنہوں نے مولانا سید نفیس شاہ الحسینیؒ کی مشہور نعت ''دنیا سیپ محمد موتی صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھی پھر

اسکے بعد مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب نے شکریہ کے الفاظ کیلئے حضرت مولانا عبدالخالق صاحب کو دعوت دی،انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ'' حاضرین مجلس ،مشائخ اورزعمائے امت! میں آپ حضرات کا استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہماری ادنیٰ سی دعوت پر لبیک کہااور کثیر تعداد میں شرکت کی، میں مولانا یوسف شاہ صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے دن رات اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کیلئے محنت کی، میں انہیں اس جدوجہد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں''

اس کانفرنس میں جن اہل علم حضرات نے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی حیات و خدمات پر روشنی ڈالی اوران کوخراج تحسین وعقیدت پیش کیاوہ نذر قارئین کیا جارہا ہے:

● جناب سراج الحق صاحب (امیر جماعت اسلامی)

مولانا انوارالحق صاحب! سٹیج پر موجود قائدین! اورمیرے انتہائی قابل احترام بھائیو!

اللہ ذوالجلال کا حکم ہے جو اللہ کے راستے میں مر جائے اس کو مردہ نہ کہو، وہ زندہ ہیں مگر آپ کواس کا شعور نہیں ہے اور ہمیں یقین ہے کہ مولانا سمیع الحق صاحب شہید ہو گئے ہیں، اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے ہیں اور آج ان کی شہادت کودو سال ہو گئے ہیں، ہم ان کی یاد میں اس مجلس میں شریک ہیں، افسوس ہے کہ اس تحریک انصاف کی حکومت میں وہ پہلی مظلوم شخصیت ہیں جو سیاسی شخصیت ہونے کے علاوہ مجاہد ہستی بھی تھے ،ایک عالم دین بھی اور عالم اسلام کے ایک عظیم رہنما شہید ہو گئے اورتحریک انصاف کا نظریہ یہی تھا اورعمران خان صاحب اوران کے دوست یہی کہا کرتے تھے جب کوئی شخص مر جائے ،دن میں مارا جائے یا رات میں جب تک اس کے قاتل کوگرفتار نہ کیا جائے تو حکومت وقت ہی قاتل ہے تو دو سال ہو گئے ہیں اور مولانا سمیع الحق صاحب کے قاتل گرفتار نہ ہو سکے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ موجودہ حکومت ہی اس کی ذمہ دار ہے۔اسی طرح مولانا عادل خان صاحب شہید ہو گئے، میرے بھائیو!اس وقت پاکستان ایک اندھا کنواں بن گیا ہے جہاں لوگ دن دہاڑے مارے جاتے ہیں اور پتہ ہی نہیں چلتا کہ کس نے مارا ہے؟ یہاں لیاقت علی خان کا حادثہ ہوا، ضیاء الحق صاحب شہید ہوئے ،حکیم سعید صاحب شہیدؒ،مفتی شامزئی صاحبؒ،ڈاکٹر نذیر صاحبؒ،مولانا جھنگوی صاحب شہیدؒ کے علاوہ کئی دیگر شخصیات قتل کی گئیں لیکن آج تک ان کا پتہ نہیں چل سکا کہ قاتل کون ہے؟ اس لئے کہ یہ ایک اندھا کنواں ہے اوراس میں جو بھی گر جائے پتہ نہیں چلتا ہے:

میرے پیارے بھائیو! مولانا سمیع الحق صاحب جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ

نرم دمِ گفتگو گرم دمِ جستجو   رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز

مولانا سمیع الحق شہیدؒ ایک عالم دین بھی تھے، ایک بہترین لکھنے والے، بہترین مقرر اور اپنے وقت کا عظیم مجاہد، پاکستان اور افغانستان میں اسلامی خلافت کے علمبردار تھے اور اس کی دوستی بھی اور اس کی دشمنی بھی، اس کی محبت اور اس کی مخالفت، صرف اسلام ہی کی بنیاد پر تھی، ان کی اپنی ذات کے حوالے سے کسی کیساتھ دشمنی نہیں تھی، اسلام کا دشمن اسکا دشمن کا اور اسلام کا دوست اس کا دوست تھا۔

میرے بھائیو! میں اختصار کے ساتھ بات کروں گا کہ مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی جدوجہد کے نتیجے میں افغانستان میں نیٹو افواج کے مقابلے میں طالبان منظم ہو گئے اور اب ہمارے لئے اور آپ سب کیلئے یہ خوشخبری ہے کہ اللہ تعالٰی نے ان غریبوں اور فقیروں (طالبان) کو، امارت اسلامیہ کے وارثین کو ایک بار پھر فتح سے نوازا اور ان شا اللہ تعالٰی بہت جلد افغانستان میں ایک بار پھر امارت اسلامی کی حکومت ہو گی اور میں جانتا ہوں کہ آس پاس بہت سارے ممالک اسی کوشش میں ہیں کہ دوحہ کے مذاکرات ناکام ہو جائیں، طالبان اور امریکہ کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے وہ ناکام ہو جائے، وہ ان سازشوں میں مصروف ہیں اور ان سازشوں کا جو سرغنہ ہے وہ انڈیا ہے، وہ کسی قیمت میں بھی نہیں چاہتا کہ افغانستان میں ایک بار پھر اسلامی نظام کا نفاذ ہو جائے لیکن ہم پاکستان کے لوگ دوحہ مذاکرات کی مکمل حمایت کرتے ہیں اور پاکستان کی حکومت سے بھی یہی چاہتے ہیں کہ انڈیا کی ان سازشوں کو ناکام بنا دیں اور خود افغان عوام کے حق میں بھی یہی بات ہے کہ اب وہاں جنگ کی بجائے امن قائم ہو جائے، امریکا وہاں سے واپس جائے اور افغانستان پر افغانوں کی حکومت قائم ہو اور اس جدوجہد میں ہم افغان عوام کے ساتھ ہیں۔

میرے دوستو! پاکستان میں اس وقت بہت بڑا کشمیر کا مسئلہ ہے اور آپ لوگوں کو معلوم ہو گا کہ موجودہ حکومت نے بہت آسانی کیساتھ بغیر جنگ اور لڑائی کے کشمیر انڈیا کے حوالے کر دیا، موجودہ وزیر اعظم مودی کی کامیابی کی دعا کرتے رہے اور جب وہ کامیاب ہو گیا تو انہوں نے اپنی انتخابی مہم میں جو تین وعدے کیے تھے، ایک بابری مسجد کی جگہ پر مندر تعمیر کرنا، دوسرا مقبوضہ کشمیر کو انڈیا کا حصہ بنانا اور تیسرا وعدہ کیا تھا کہ آزاد کشمیر کو بھی پاکستان سے آزاد کرانا ہے۔ دو چیزوں پر اس نے عمل کیا ہے اور کل آزاد کشمیر کے وزیر اعظم نے راجہ فاروق صاحب نے قوم کو آگاہ کیا ہے کہ اب آزاد کشمیر کی آزادی کو بھی خطرہ ہے اور انڈیا کی کوشش ہے کہ آزاد کشمیر پر بھی قبضہ جمائے لیکن انڈیا نے جو نیا نقشہ جاری کیا ہے اس کی سرحدیں یہاں میرپور تک ہیں، اس لئے میں آج یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ کل

عمران خان وہاں گئے،انہوں نے گلگت بلتستان کے حوالے سے بیان کیا، سچی بات یہ ہے کہ گلگت بلتستان کے مستقبل کے حوالے سے فیصلہ کرنا یہ پاکستان کے وزیراعظم اور حکومت کا کام نہیں ہے، یہ گلگت بلتستان کے منتخب اسمبلی کا اور وہاں کے عوام کا فیصلہ ہونا چاہیے کہ وہ کیا چاہتے ہیں، ہم گلگت بلتستان کے عوام کیساتھ ہیں، اسلئے ان کو بتانا چاہیے کہ کل انہوں نے جو اعلان کیا، کیا انہوں نے آزاد کشمیر کی سیاسی جماعتوں کو، مقبوضہ کشمیر کے عوام کو اعتماد میں لیا تھا یا نہیں؟ اسلیے آزاد کشمیر کا وزیراعظم کہتا ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی مشورہ نہیں ہوا، اس لیے آزاد کشمیر، مقبوضہ کشمیر کی عوام ہوں یا گلگت بلتستان کے عوام ہوں وہ اپنے مستقبل کے حوالے سے خود ہی فیصلہ کریں گے، یہ اسلام آباد کا کام نہیں ہے، ہمارے آئین میں یہ بات لکھی ہے کہ جب مقبوضہ کشمیر آزاد ہو تو پھر وہاں کے عوام خود ہی اپنے مستقبل کے حوالے سے فیصلہ کریں گے، یہ ان کا اختیار ہے۔

میرے پیارے بھائیو! اس وقت ہماری معیشت تباہی سے دوچار ہے اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ موجودہ حکومت نے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی ہتھکڑی آپ کے ہاتھوں میں ڈالی ہے اور ایک بار پھر دستخط کر کے، آنکھیں بند کر کے، اس غلامی کو قبول کر کے، انہوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح یہاں ایک بار پھر ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کو بیچ دیا اور اب جب نئی مسجد بنے گی، کوئی نئی ٹرسٹ قائم ہوگی، کوئی نیا مدرسہ بنے گا اور پرانے جتنے ٹرسٹ اور مدارس ہیں ان کے ازسرنو رجسٹریشن ہوگی، وہ بھی ایف اے ٹی ایف کے دباؤ پر بنائے گئے قوانین کے تحت ہوں گے اور اس پر موجودہ حکومت پاکستان نے ۲۲ کروڑ عوام کو غلام بنایا، ہم نے ہر محاذ پر اس کا مقابلہ کیا ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ قومی اسمبلی میں بھی، سینیٹ میں بھی، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ نے حکومت کا ساتھ دیا اور مسلم لیگ نے ایف اے ٹی ایف کے قوانین میں حکومت کا ساتھ دیا، آج یہ لوگ کہتے ہیں حکومت کے خلاف ہم تحریک چلا رہے ہیں۔

میں کہتا ہوں وہ کون سا مرحلہ ہے جس میں آپ لوگوں نے حکومت کا ساتھ نہیں دیا، قوم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اپوزیشن کے آپس کے اختلافات تعلیمی پالیسی پر نہیں ہے، خارجہ پالیسی پر نہیں ہے کشمیر پر نہیں ہے اور رعیت کی غلامی کی پالیسی پر اختلاف نہیں ہے، ان کا اختلاف اس چیز پر ہے کہ اسٹیبلشمنٹ نے جو دودھ کی بوتل آج عمران خان کے منہ میں رکھی ہے وہ ہمارے منہ میں ہونی چاہیے، اس لیے میں آج سمجھتا ہوں کہ یہاں بڑے بڑے علمائے کرام موجود ہیں، مفتیانِ کرام موجود ہیں، شہریوں کے نمائندے موجود ہیں، ہمارے تمام اسلامی ممالک کو اسلامی انقلاب کی ضرورت ہے، نظام

مصطفیٰ کی ضرورت ہے، اس نظام کی ضرورت ہے جس نظام کی بنیاد پر قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان بنایا تھا، اسلامی نظام کیلئے ہم سب کومل کر جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے، میں اس لیے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عوام نے ان کا اصل چہرہ پہچان لیا ہے، لوگ ان سے مایوس ہوگئے ہیں، وہ حکومت کا بیانیہ اب نہیں چل رہا، انہوں نے قوم کو مایوس کیا اور اب کہتا ہے کہ میں یہاں چائنا کا نظام لاؤں گا، کبھی برطانیہ جاتا ہے تو کہتا ہے یہاں برطانوی نظام لاؤں گا، عمران خان صاحب! ہمیں چائنہ کے نظام کی ضرورت نہیں ہے، ہمیں امریکی نظام کی ضرورت نہیں ہے، پہلے خود اپنا قبلہ درست کرو کیا چاہتے ہو؟ پاکستان لا الہ الا اللہ کے نام پر بنا ہے یہاں برطانوی نظام نہیں آئے گا ان شاء اللہ، اگر آپ کو کوئی اور نظام پسند ہے تو آپ بے شک وہاں جاسکتے ہیں۔

پاکستان میں ہمیں ایک نظام پسند ہے اور وہ اللہ کا نظام ہے، وہ لا الہ اللہ محمد الرسول اللہ کا نظام ہے، میں آپ لوگوں کو امید دلاتا ہوں اور میڈیا کا بھی شکرگزار ہوں کہ اس ملک میں جو شوگر مافیا ہیں، جو لینڈ مافیا ہیں یا جو بھی مافیا ہیں جس نے سیاسی لبادہ اور سیاسی جھنڈا اٹھا کر ہمیشہ اس قوم کو نچوڑا ہے، میں میڈیا کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے ان کے چہرے سے وہ پردہ اٹھایا ہے اور آپ سب لوگوں کو معلوم ہے کہ جو تین پارٹیاں اپنے آپ کو بڑی پارٹیاں کہتے ہیں، یہ اصل میں تین نام رکھے ہیں، یہ سب ایک ہیں، ان کا مقابلہ کرنا، اس نظام کو توڑ کر یہاں عدل اور انصاف کا نظام لانا ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب کا مشن یہی ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام ہو، پاکستان کے پڑوس افغانستان میں اسلامی نظام ہو، مولانا سمیع الحق شہید کا نظریہ اور نام ان شاء اللہ زندہ رہے گا۔

● **مولانا محمد احمد لدھیانوی** (سربراہ اہل سنت والجماعت پاکستان)

بعد از خطبہ مسنونہ!

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے　　آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

جناب صدر! علمائے کرام اور زعمائے ملت! آپ حضرات یہاں مسلسل پانچ چھ گھنٹے بیٹھ کر اس مرد مومن، مرد حق مولانا سمیع الحقؒ کی زندگی اور خدمات پر مختلف حضرات سے ان کے خیالات سماعت فرمارہے ہیں، میں انتہائی ممنون و مشکور ہوں حضرت مولانا حامد الحق حقانی کا جنہوں نے دعوت دے کر آپ حضرات سے ملاقات کا موقع فراہم کیا۔

ہمارے مرحوم امام المجاہدین شیخ الحدیث، چیئرمین دفاع پاکستان کونسل، قائد جمعیت علمائے

اسلام اور ہمارے دور میں علمائے کرام کے حقیقی وارث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ایک تحریک کا نام تھا،مولانا سمیع الحق شہیدؒ مستقل ایک پروگرام اور پیغام تھے،مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو جب کوئی اکوڑہ خٹک دارالعلوم میں بیٹھ کر حدیث کا سبق پڑھاتے ہوئے دیکھتا تھا تو وہ یقیناً یہ سمجھتا تھا کہ یہ خالصتاً ایک مدرسہ کا مولوی ہے،یہ خالصتاً درس وتدریس سے تعلق رکھنے والا ہے، جب اسی مرد قلندر کو جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم پر ان کی گفتگو کو سنتا تھا،ان کی سیاسی گفتگو کو سنتا تھا تو وہ سوچنے پر مجبور ہوتا تھا کہ کیا یہ وہی ہے جو اکوڑہ خٹک میں بیٹھ کر حدیث کا سبق پڑھایا کرتا ہے۔اس مرد حقانی کو جب کوئی جہاد کے میدان میں دیکھا کرتا تھا اس وقت وہ مجاہد نہیں بلکہ مجاہدوں کا امام نظر آتا تھا اور میں یوں کہنا چاہوں گا آج کے بعد جہاں کہیں بھی دنیا میں جہاد ہوگا وہاں سمیع الحق کا نام ہوگا۔اس جہاد (افغانستان) کی بنیاد میں سمیع الحق کا نام ہے۔

مجھے بڑا فخر ہے کہ ہم اس مرد مجاہد کی قیادت میں بڑھاپے اور پیرانہ سالی میں جب ان کے پیچھے چلتے ہوئے بڑھتے ہوئے اور تیز قدم اٹھاتے ہوئے دیکھا تو ہم نے اس عمر میں اسطرح کسی اور کو چلتا ہوا نہیں دیکھا۔ میں بلا مبالغہ یہ جملہ کہہ رہا ہوں کہ عمر کے جس مقام پر آپ شہیدؒ تھے جب،جہاں ،جس وقت ضرورت پڑی سمیع الحقؒ نمایاں نظر آیا کرتا تھا۔

آج یہاں کشمیر کے فروخت ہونے کی بات ہورہی ہے، آج یہاں پر کشمیر کے سودے کی بات ہوئی ہے،مقبوضہ کشمیراور آزاد کشمیر کی بات ہوئی ہے،میں ایمانداری سے محسوس کررہا تھا کہ کاش! آج سمیع الحقؒ ہوتا تو کسی کو کشمیر کی یہاں سودے کرنے کی جرات نہ ہوتی ،اس ملک میں سیاسی عنوان پر اور مذہبی عنوان پر جب بھی کوئی حالات خراب ہوتے تھے ،حساس حالات ہوتے ،ملک کے عوام کے اوسان خطا ہوتے ،ایسے وقت میں لوگوں کی امیدوں کا مرکز جو ہوتا تھا وہ مرد مومن مرد حق مولانا سمیع الحق ہوا کرتا تھا۔

میں بغیر مبالغے کے بات کررہا ہوں ،آج میں ایمانداری سے علماء کی موجودگی میں یہ جملہ کہہ رہا ہوں کہ گزشتہ دنوں حضرات صحابہ کرامؓ کی گستاخیوں کے واقعات ہوئے ،لاہور میں، اسلام آباد میں کراچی میں ملک کے مختلف شہروں میں صحابہ پیغمبرؐ اور اہل بیت وازواج مطہرات بنات النبیؐ کی گستاخیوں کے واقعات ہوئے ،جس انداز میں علمائے کرام کو مل کر پیغام دینا چاہیے تھا ویسا نہیں دیا گیا۔ کراچی میں بیداری آئی ،اسلام آباد میں بیداری آئی ،ملتان میں آئی مگر میں اپنا پروگرام کررہا تھا،وہ ادھر اپنا اپنا پروگرام کررہے تھے،دشمن نے پھر بھی کہا کہ آج بھی ہمارے مقابلے میں

ایک نہ ہوسکے، یہ کہا گیا۔ میں کہنا چاہوں گا کہ کب ہم ایک ہوں گے؟ یوں سٹیجوں پر آ کر بات کرنا کہ ہم ساتھ رہیں، یہ باتیں ہیں۔ عمل کا وقت آیا ہے اور اگر تمہارا سمیع الحقؒ سے تعلق ہے، اس کی روح کے ساتھ آج عہد کرو، ان کے بھائی بھی بیٹھے ہیں اور بیٹے بھی، میں اپنی جماعت کی طرف سے یہ عہد کرتا ہوں کہ مولانا انوار الحق اور مولانا حامد الحق صاحب! جیسے ہم مولانا سمیع الحقؒ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پورے ملک میں ان کے دست و بازو بنا کرتے تھے آپ میدان میں آئے، ہم آپ کے بھی دست و بازو ہیں اور ہماری باتیں نہیں ہوا کرتیں ہمارا عمل ہوا کرتا ہے۔

ہم نے اس میدان میں قربانیاں دی ہیں، یہاں کچھ حضرات نے کچھ ضابطوں کا تذکرہ بھی کیا ہے، ضابطے بنے پہلے بھی بنے تھے، میرا اپنا ضابطہ جو مولانا سمیع الحقؒ کی قیادت میں بنایا گیا تھا میرے نزدیک اس سے بڑا ضابطہ کوئی بھی نہیں بن سکتا اور ابھی بھی بنایا گیا ہے اس ضابطہ کے مقابلے میں اس ضابطہ کی کوئی حیثیت نہیں، میرا نکتہ نظر اس وقت بھی وہی تھا اور آج بھی وہی ہے، ہم تب تک اس بات پر ڈٹے رہیں گے جب تک ہم متفق ہوکر متحد ہوکر یک زباں ہوکر حکومت سے اصحاب رسول کی گستاخی پر قانون سازی کا مطالبہ نہیں کرتے۔

میں اگلا جملہ بھی بول دیتا ہوں کہ فرانس میں وہاں کے صدر نے ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنا کر جس گستاخی کا ارتکاب کیا اس پر پورا عالم اسلام سراپا احتجاج ہے، لیکن افسوس کہ سیاستدان، مذہبی رہنماء، علمائے کرام پیغمبر کی عزت اور ناموس پر اکٹھے نہ ہوسکے۔ یہ اس لئے کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ موجود نہیں ہیں، میں ایمانداری سے محسوس کررہا ہوں کہ آج مولانا سمیع الحقؒ ہوتے، پیغمبر کی گستاخی ہوتے اور وہ خاموش رہ جاتے؟ ہرگز نہیں، آسیہ معلونہ کو جب رہا گیا تو مولانا سمیع الحقؒ تڑپے تھے اور تڑپ کر جو گفتگو انہوں نے کی تھی وہ میں نے بھی سنی تھی اور آپ نے بھی سنی تھی۔ حالانکہ خود ہمیں تحمل، صبر و برداشت کا سبق دیا کرتے تھے لیکن جب نبی کی حرمت کا سوال آیا تو ہمارے اس بیاسی سالہ بوڑھے جرنیل سے صبر نہیں ہورہا تھا، میرا جیسا طالب علم جب کبھی دارالعلوم جاتا تو وہاں ہمارے یہ بزرگ استقبال کے لئے موجود ہوتے اور انتظار میں کھڑے رہتے، ایک دفعہ میری حاضری ہوئی تو میرے ساتھ چل کر نئی جامع مسجد میں بیماری کے باوجود تشریف لے گئے اور مجھے کہا کہ جمعہ آج آپ نے پڑھانا ہے اور فرمایا کہ پہلی مرتبہ آج بیماری کے بعد آپ کے ساتھ مسجد جارہا ہوں۔ ہمارے اور ان کے درمیان تعلق کی ایک لمبی داستان ہے، اگر میں شروع کروں تو رات کم پڑجائے گی۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ! ہم آج بھی آپ کی روح سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑی تو ہم بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کریں گے۔

● **جناب اعجاز الحق** (سربراہ مسلم لیگ ض)

خطبہ مسنونہ کے بعد ...... میرے دوستو، بھائیو! اور معزز علمائے کرام! میں سمجھتا ہوں کہ شہید ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں اور اس لیے میرے لیے خوشی کی بات ہے کہ مولانا حامد الحق صاحب جانشین مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے دوسال بعد آج ہم سب علمائے کرام، مشائخ عظام کو یہاں مولانا شہیدؒ کی یاد میں اکٹھا کیا اور ہمارا مولانا شہیدؒ کے ساتھ ایک ذاتی تعلق رہا ہے کیونکہ ان کا تعلق میرے والد صاحب کے ساتھ رہا اور بڑا قریبی تعلق رہا اور ان کی شہادت کے بعد ۸۸ء سے لے کر مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی شہادت تک اتنا قریبی تعلق رہا تھا کہ شاید انکے بھائیوں کا بھی اتنا تعلق نہ رہا ہو، سب سے اہم بات یہ تھی کہ مولانا صاحبؒ کا جو نام ہم لے رہے ہیں ان کے نظریہ کو زندہ رکھنے کے لیے سب سے بڑا ان کا کارنامہ ''شریعت بل'' لے کر آنا، ناموس رسالت اور صحابہ کرام کی شان، یا ختم نبوت میں جو کردار انہوں نے ادا کیا لیکن سب سے بڑا کردار انکا جہاد افغانستان تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ جہاد اسلام کا ایک ایسا جز ہے کہ جہاد کے بغیر مسلمان نہیں اور مسلمان کے بغیر اسلام نہیں اور یہی وجہ تھی کہ مولانا سمیع الحقؒ نے جہاد افغانستان میں جو کردار ادا کیا میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ان پندرہ لاکھ شہید جو اس وقت جہاد افغانستان میں تھے یا وہ ریاستیں جو آزاد ہوئیں جہاد افغانستان کی وجہ سے، ان کی مسجدوں میں ۸۰،۸۰ سال سے تالے لگے ہوئے تھے، جب تک ان مساجد سے اذان بلند ہوتی رہیں گی ان شاء اللہ! مولانا سمیع الحق صاحبؒ کے درجات بلند ہوتے رہیں گے۔

میں آج صرف اس نظریہ کو جو ہمیں مولانا سمیع الحقؒ نے سبق کے طور پر سکھایا، بہت سی کتابیں جو ان کی یاد میں نکالی ہیں، یہاں پر دیکھی ہیں، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم اس نظریے کو زندہ رکھیں کیونکہ آج آپ لوگ یہاں پہ جو بیٹھے ہوئے ہیں نظریاتی لوگ ہیں، جن کا دین سے تعلق ہے، جن کا مدارس سے تعلق ہے کیونکہ آج سیاست سے نظریہ ختم ہو چکا ہے، صحافت سے نظریہ ختم ہو چکا ہے، آج عدالتوں سے بھی نظریہ ختم ہو چکا ہے، آج اگر اس ملک میں سیاست ہو رہی ہے، صحافت ہو رہی ہے، عدالتیں چل رہی ہیں تو وہ کسی نظریہ پر نہیں چل رہیں بلکہ مفادات پر چل رہی ہیں۔ میں آج مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی یاد میں سٹیج سے صرف ایک ہی بات کروں گا کہ ہم نے غربت کے خلاف جنگ نہیں کرنی، ہم نے بیروزگاری کے خلاف نہیں کرنی، اگر ہم نے جدوجہد کرنی ہے، تو اس

نظریہ کو آگے لے کر چلنا ہے، اس ملک کے اندر وہ نظام قائم ہونا چاہیے وہ نظریہ ہونا چاہیے جس نظریہ کیلئے پاکستان بنا تھا، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔

آج میں تمام قائدین سے کہوں گا کہ آپ لوگ نظریاتی لوگ ہیں جو چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام کا بول بالا اور اسلام کا جھنڈا بلند ہو، آج ہم سب کو مل کر ہی جدوجہد کرنی ہے کہ یہ فرسودہ نظام، پارلیمانی نظام ہو یا صدارتی نظام ہو جو اس ملک کے اندر رائج ہوا جو انگریزوں نے اس ملک میں رائج کیا، آج آپ نے دیکھ لیا کہ مظلوم کو انصاف نہیں مل رہا، غریب کو اس کا حق نہیں مل رہا، نہ امیر کو سکون مل رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ اس بے سکونی کی وجہ یہ ہے کہ ہم دین سے دور ہو گئے ہیں، ہم نظریہ سے دور ہو گئے ہیں، آج اگر آپ نے کوئی نعرہ بلند کرنا ہے، سمیع الحق صاحبؒ کو یاد کرکے یا اپنے بزرگوں کو یاد کرکے تو ہم نے یہی کہنا ہے کہ اس ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ہونا چاہیے، جس شریعت کے لئے مولانا سمیع الحق صاحبؒ نے ساری عمر جدوجہد کی۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس ملک کو نہ صحیح ڈگر پر ڈال سکیں گے نہ ہم اس ملک کے لوگوں کو اس مصیبت سے نجات دلا سکیں گے۔ اگر ہم نے نجات دلانی ہے تو ہم نے اسلام کا جھنڈا بلند کرنا ہے، اس جھنڈے کو لے کر چلنا ہے، ان شاء اللہ میں ایک سپاہی کی حیثیت سے جو بھی آگے چلے اس کے ساتھ چلیں گے، اس ملک میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نظام قائم ہو اور مولانا سمیع الحقؒ کے اللہ تعالی درجات بلند کرے، وہ شہید ہیں، وہ زندہ ہیں اور ان شاء اللہ انکے مشن کو آگے لیکر چلیں گے، میرے بھائی مولانا حامد الحق، ہم بھی اور میرے بھائی سراج الحق اور ہم سب علمائے کرام جو مولانا سمیع الحقؒ کی یاد میں اکھٹے ہوئے ہیں ان شاء اللہ ان کے مشن کو آگے لے کر چلیں گے، بہت بہت شکریہ

● **جناب ڈاکٹر قبلہ ایاز** (چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل)

بعد از خطبہ مسنونہ! اسٹیج پر تشریف فرما زعمائے کرام! علمائے کرام! سیاسی قائدین اور اس کنونشن کی صدارت کرنے والی شخصیت صاحبزادہ مولانا حامد الحق حقانی صاحب!

آج کے یہ لمحات ہمارے لئے بہت ہی بابرکت لمحات ہیں کہ ہم حضرت شہیدؒ مولانا سمیع الحق صاحب کے اس تعزیتی پروگرام میں علمائے کرام کا کردار اور معاشرے میں ان کا مقام پر گفتگو سن رہے ہیں، حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ اس قافلے اور اس زنجیر کی ایک کڑی ہیں، جنہوں نے ہمیشہ اسلام کو فروغ دینے میں، اسلام کی حقانیت کی آواز بلند کرنے میں، اپنی استعداد، اپنی محنت اور اپنی

کوششیں صرف کیں اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ مجھے یقین ہے کہ آج اس محفل میں جید علمائے کرام نے میرے آنے سے پہلے حضرت مولانا شہیدؒ کے مختلف پہلوؤں پر بات کی ہوگی لیکن ایک حوالہ ان کی شخصیت کا ایسا ہے جو حضرت مولانا کو اور لوگوں سے منفرد بناتا ہے اور وہ حوالہ آپ کی قیادت ہے، آپ کی قیادت ایسی تنظیم کی تشکیل ہے کہ جس تنظیم کے اغراض ومقاصد کا نام لینے والا اس وقت بہت مشکل تھا۔ وہ دور جب ہر وقت کفر کے فتوئی لگ رہے تھے، ہر طرف کفر کے نعرے لگ رہے تھے تو آپ آگے بڑھے اور آپ نے ملی یکجہتی کونسل تشکیل دی، یہ ملی یکجہتی کونسل دراصل ۱۹۵۱ء کے علمائے کرام کی ان ۲۲ نکات کی تجدید تھی کہ جن نکات کی بنیاد پر علمائے کرام نے لبرل اور سیکولر طبقے کو یہ جواب دیا کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ مسلمان شیعہ، سنی، بریلوی، دیوبندی میں تقسیم ہیں تو آئین کس اساس پر بنے گا؟ تو اُن کیلئے یہ ۲۲ نکات بنائے تھے، ان پر سب علماء متفق تھے، پھر ملی یکجہتی کونسل کے اعلامیہ کا اساس بھی اسی پر تھا اور اس کریڈٹ کا بڑا حصہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو جاتا ہے۔

● جنابِ عبداللہ گل صاحب (سربراہ تحریک نوجوانان پاکستان)

مذہبی قائدین اور مولاناؒ کے وارثین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں شہداء کو عزت دینی چاہیے، ہم نے بہت سنا کہ ووٹ کو عزت دو، فلاں کو عزت دو لیکن شہداء کو عزت دینا اگر آپ لوگ قاتلوں کو نہیں پکڑ سکتے، ریاست اپنی بنیادی ذمہ داری نہیں نبھاتی اور ایف آئی آر تک درج نہیں کرتے اور اس کے بعد اس کو اس ہال کا یا کم از کم ان کو یہ کرنا چاہیے تھا کہ مولاناؒ کی اہم خدمات ہیں، جو ان کی دینی، سیاسی، مذہبی بحیثیت پاکستانی بحیثیت مسلمان، ان کی خدمات کے ادارک کے اندر ہم اس چیز کو سمجھتے ہیں اور مولاناؒ کے لیے ہم یہ پروگرام فی سبیل اللہ اس کنونشن ہال میں کرواتے ہیں لیکن ہم کسی اور زمانے میں رہ رہے ہیں، یہاں روزانہ لوگوں کو شہید کیا جاتا ہے۔

مولاناؒ کی شہادت کی وجہ ان کا جرات مندانہ موقف تھا، ان کا جرم شریعت بل ہے، ان کا جرم ناموس رسالتؐ ہے، ان کا جرم لوگوں کو اتحاد کی لڑی میں پرونا ہے، ان کا جرم افغانستان کے اندر جہاد کیلئے مضبوط موقف ہے، ان کا جرم مغربی نظام کو للکارنا ہے، ان کا جرم پاکستان کے اندر دین کا پھیلاؤ ہے اور ان کا جرم یہ بھی ہے کہ وہ باطل کے سامنے کلمہ حق کہتے تھے، یہ جرم بہت زیادہ ہیں اور

اس جرم کے اندر میرے والد جنرل حمید گل بھی شریک تھے ،اس جرم کے اندر جو ہم سارے یہاں بیٹھے ہیں وہ بھی سب شریک ہیں ،اتحادوہ واحد راستہ ہے جو ہم سب کو بچا سکتا ہے، پاکستان اور اسلام لازم وملزوم ہیں ،یہ ممکن نہیں ہوگا کہ مغربی طرز جمہوریت جو ہے وہ زیادہ دیر چل پائے، یہاں مولاناؒ سے پیار کرنے والے پاکستان کے کونے کونے سے آئے ہیں،یہاں ٹوپی والے لوگ بھی ہیں اور پگڑی والے بھی ہیں،لیکن مقصد انکا لا الہ الا اللہ ہے ،صرف اللہ کی خاطر اس مرد مجاہد کے لیے آئے ہیں،اس مرد مجاہد کی جس دن شہادت ہوئی اُسی دن اس عبداللہ گل پر حملہ ہوا،یہ وہی قاتل تھے اور جب میں وہاں ہسپتال پہنچا تو مولاناؒ کا جسم بیدردی سے کاٹ دیا گیا تھا۔

وہ لمحات یاد کرتے ہوئے آج بھی دل سینہ سے باہر آجاتا ہے۔وہ میرے باپ کی حیثیت کے تھے،میرے تایا تھے،میری والدہ مرحومہ ان کو بڑا بھائی کہتی تھیں،مولاناؒ ہمارے گھر کے فرد تھے اور مولاناؒ چلے گئے لیکن اپنا نظریہ اس صورت میں چھوڑ گئے ،یہ نظریہ زوال پذیر نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ نظریہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظریات کے عین مطابق ہے اور اس نظریے کو زوال نہیں آسکتا ،لیکن آج کوئی اور شخصیت ہوتی ،سلمان تاثیر کیلئے دیگر لوگوں کے لئے ،سب کے لئے زبانیں کھلتی ہیں مولاناؒ کا جرم چونکہ اسلامی جرم ہے،اس لئے میڈیا بھی یہاں خال خال موجود ہے، ابھی یہاں کوئی اور پروگرام ہوتا ،کوئی ناچ گانے کا پروگرام ہوتا تو کیمروں کی بھرمار ہوتی،سراج الحق صاحب بیٹھے ہیں، قاضی حسین احمدؒ،جنرل حمید گلؒ ،مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے جانے کے بعد جیسے بند ٹوٹ گیا،پیچھے سے وہ پانی کا ریلا آیا جوڈی اسلامائزیشن کی طرف لے کے جارہا ہے،جو اسلام کے مخالف چل رہا ہے،آج اگر یہ شخصیات حیات ہوتیں تو کیا کشمیر آپ سے کوئی لے کے جا سکتا تھا؟ یہی پاکستان تھا یہی ہندوستان تھا اور مجاہدین کا ایک قافلہ تھا ،للکار تھی شیر کی ، بھارت کا پسینہ خشک ہوجاتا تھا،آج کشمیر کے اوپر ہماری کمزورترین خارجہ پالیسی ہے،ہم نے گلگت بلتستان میں وہ کرڈالا جو ہندوستان نے کشمیر میں کرڈالا ،ادھر ہم ادھر تم۔مولانا حیات ہوتے تو کیا یہ ہوسکتا تھا؟

آج ہمیں ان کا نظریاتی وارث بن کر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے اپنے ملک کو کس طرف لے کے جانا ہے ، بہت غدار ہوگئے لیکن جب پچھلی حکومت کے اندر جماعت الدعوہ اور دیگر جماعتوں پر پابندیاں لگیں تو وہ ان کو کیا کیا القابات دیئے گئے اور کیا کیا ناموں سے پکارا گیا،آج جہاں روزانہ شہادتیں ہوتی ہیں ،مولانا عادل خانؒ کو شہید کردیا جاتا ہے،یہ خون اتنا ارزاں نہیں ہے،یہ علماء کا خون ہے،اس کے اندر قرآن کی روانی موجود ہے،اس خون کو اتنا سستا نہ لیجئے!اب اتحاد کے ڈھال سے

شریعت کا نفاذ ہونے کو ہے ،اس لئے افغانستان کے اندر بھی آئے دن نت نئی سازشیں سامنے آئیں گی اسی طرح پاکستان کے اندر افواج پاکستان پر انگلیاں اٹھائی جائیں گی ،گلگت بلتستان تو قائد اعظم سے لے کر آج تک کی حکومتوں تک کسی میں ہمت نہیں تھی کہ اس کی حیثیت تبدیل کرے ،میں علی الاعلان کہہ رہا ہوں کہ کشمیر بیچا ہے۔ ع قومے فروختند و چہ ارزاں فروختن

یہ قوم بکنے والی نہیں ہے ،یہ قوم جھکنے والی نہیں ،ہم لا الہ الا اللہ پر یقین رکھتے ہیں ،ہم جہاد فی سبیل اللہ کے داعی ہیں ،ہم اپنے اسلاف کی قربانیوں کو بھلا نہیں سکتے ، پاکستان ایک نظریہ ہے ،ایک نور کی مانند ہے اور نظریہ اور نور کو زوال نہیں آتا ،کیونکہ وقت کی قلت ہے ، میں آخری بات کروں گا اگر آپ مولانا کے قاتلوں کو نہیں پکڑیں گے اگر علماء کے خون کو اس طرح ضائع کرنے دیا جائیگا ،میں اپنے بھائی مولانا حامد الحق حقانی کو کہوں گا کہ اگلا پروگرام ڈی چوک میں رکھیں۔ میں آپ کیساتھ ہوں ،ان شاء اللہ یہ ساری قیادت آپ کیساتھ ہے ، یہی وہ لوگ تھے جنرل محمد ضیا الحق شہید جن کے نام سے دنیا کانپ جاتی تھی اور ان کے ساتھی اور رفقاء کون تھے ،جن کو ایک ایک کر کے شہید کیا جا رہا ہے ،یہ وقت بہت خطرناک ہے اگر ہم نے کمزوری دکھادی تو پھر پاکستان کے اندر اسلام کا نام لیوا کوئی نہیں ہوگا ،پاکستان کے اندر سے اسلام نکالا جا رہا ہے ،کبھی کسی بل کے ذریعے اور کبھی کسی بل کے ذریعے ،آپس کی سیاست نے ملک کے ریاستی اداروں کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا ہے ،اس کے اندر اپوزیشن ہے یا حکومت؟ دونوں کے اندر اداروں کو بلاتے ہیں ،آج ایک ایسی مصالحتی باڈی کی ضرورت ہے جو میرے خیال میں سب کیلئے قابل احترام ہو ،قائدین کرام موجود ہیں ،جن کی موجودگی میں اس آگ کو ٹھنڈا کرنا پڑے گا ورنہ خدانخواستہ یہ آگ پاکستان کے گلی گلی ،کوچے کوچے میں پھیل جائے گی ،دنیا پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کے مخالف ہے ،دنیا افواج پاکستان کے خلاف ہے ، کیونکہ ان کا نعرہ ایمان ،تقویٰ ،جہاد فی سبیل اللہ ہے ،ہندوستان اپنے نت نئے چکر چلا رہا ہے ،وزیر اعظم صاحب کہتے ہیں کہ میں ٹرافی جیت کے آیا ہوں ،پچھلے سال ۲۷ جولائی کو جیتی ، وہ ٹرافی کیا تھی ،کیا آئی ایم ایف نے آپ کا قرضہ اتار دیا؟ کیا آپ کا کشمیر آپ کو مل گیا؟ یا ہاتھ سے گیا؟ اور کیا آپ کو نیوکلیئر کلب میں شامل کر لیا ،اور اسی طریقے سے کیا آپ کے اوپر کوئی اقتصادی پابندیاں ختم کی گئیں؟ یہ سب چکر ہے صرف یہ کہ

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

وہ آدمی چلا گیا ،اپنے نظریاتی اولاد چھوڑ گیا ،جس کے اندر ہم سب ہیں، مولاناؒ کی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی ، بہت جلد پاکستان کے اس کشمکش کے اندر ایک نظام ابھرے گا وہ نظام لا الہ الا اللہ کا ہوگا ، پاکستان اسی مقصد کیلئے بنا تھا ،قرآن کا نظام ہوگا ، ہمارا نظام ہوگا ، دنیا دیکھے گی اور کہے گی کہ یہ ہے پاکستان۔

● **حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب** (مہتمم جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ)

خطبہ مسنونہ کے بعد ! بغیر تمہید کے ،بغیر القاب و آداب کے سب تقاریر ہوگئی ہیں اور اب وقت ضائع نہیں کرتا ،پہلی بات یہ ہے کہ ہم سب آج یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ان شا اللہ ناموس رسالت کے تحفظ ،ناموس صحابہ کے تحفظ ،ملک میں نفاذ شریعت اور اسلامی انقلاب کے لئے جس طرح مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے جان دے دی ۔ہم گردنیں کٹوا دیں گے ،اپنی چمڑی ادھڑوا دیں گے اور جسم کے ٹکڑے کر دیں گے ، جان و مال کی قربانی دیں گے مگر اسلام ،پیغمبر حق (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مولانا سمیع الحقؒ کا دامن نہیں چھوڑیں گے اور مجھے کہنے دو مولانا سمیع الحقؒ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور مولانا عبدالحقؒ حقانیہ کی صورت میں کل بھی زندہ تھے ،آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک کیلئے زندہ رہیں گے

یہ دیکھو میرے سامنے تفسیر امام لاہوریؒ دس جلدوں میں موجود ہے ،اس پر مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اپنی زندگی میں کام شروع کیا تھا اور ہزاروں صفحات تحریر کئے۔تفسیر کے اختتام سے پہلے حضرت اس دنیا سے تشریف لے گئے کہ پھر حضرت مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتہم کی دعاؤں میں مولانا راشد الحق سمیع اس مشن کو لے کر آگے بڑھے ، تحقیق ،حواشی ،تصحیح اور اضافہ جات کا بقیہ کام وغیرہ مکمل کروایا ،اب یہ تفسیر ان شا اللہ دس جلدوں میں پریس جانے والی ہے ، یہاں بطور نمونہ آپ کے سامنے ہم نے اسے ''ڈمی'' بنا کر پیش کیا ہے تا کہ علماو شرکاء دیکھ لیں اور دعا کریں کہ اللہ کریم اس کی اشاعت کو جلد سامنے لائے ۔آمین

اب مسئلہ یہ ہے کہ اس تفسیر میں خاص کیا ہے؟ میں نے امام رازیؒ کی تفسیر سورہ فاتحہ پڑھی، میں نے مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تفسیر ''ام الکتاب'' پڑھی ، میں نے شاہ عبدالعزیزؒ کے شاگرد مولانا اکرام الدینؒ کی تفسیر ''سورہ فاتحہ'' پڑھی اور بہت سارے علماء کی تفاسیر میں نے پڑھی ہیں ،لیکن جس انداز سے امام لاہوریؒ نے سورہ الفاتحہ کی تفسیر لکھی اور بیان کی ہے وہ بالکل منفرد اور نرالی ہے، یہی وہ ترجمہ اور تفسیر ہے جو حضرت قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ (مہتمم دارالعلوم دیوبند)، مفکر اسلام مولانا

ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا عبدالحلیم دیروی (دیربابا جی)، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ سمیت اب تک ہزاروں علماء ان سے پڑھ کر گئے ۔ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ ساٹھ سال پہلے دورہ تفسیر پڑھتے رہے اور قلمبند کرتے رہے ۔حضرت شہیدؒ نے اس تفسیر کا آغاز کیا ،مرتب کیا، خون دل دیا اور صاجبزادہ راشد الحق سمیع نے اس تفسیر کو آخر تک پہنچا کر ان کے خواب اور تمنا کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور اپنے عظیم والدؒ کی روح اوران کے عقیدت مندوں کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔

تمام تفسیریں آپ دیکھیں اور میں نے بھی اس کا مطالعہ کیا، میں نے جب اس کی پروف ریڈنگ اور تصحیح کا کام شروع کیا تو ایسے لگا گویا اللہ تعالیٰ بول رہے ہیں اور میں سن رہا ہوں ۔امام لاہوریؒ کے امتیاز، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا طرز تحریر، ادبی فنکاریاں، بلند وبالا قلم کاریاں ،سادہ انداز بالکل حضرت درخواستیؒ کی تقریر کی طرح ،لیکن لوگو! تفسیر پڑھتے جاؤ ایسے لگے گا جیسے اللہ پاک کے دامن میں بیٹھا ہوں، ان شا اللہ! یہ بہت جلد منظر عام پر آجائے گی ۔

دوسرا کام مولانا سمیع الحقؒ کی بقاء اور تحفظ اور ان کے مشن کو زندہ اور جاری رکھنا ہے اور حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ جو یہاں تشریف فرما ہیں، بڑے استاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے ساتھ کام کرتے رہے ،اپنے بھائی مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا پورا کام سنبھالتے رہے اور اب اپنے بھتیجوں کی سرپرستی فرمار ہے ہیں، مولانا راشد الحق ،مولانا سمیع الحق شہیدؒ پر خصوصی الحق نمبر تین جلدوں میں لا رہے ہیں ۔

میں عرض کررہا ہوں کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے چھوٹے صاجبزادے مولانا راشدالحق حقانی انکے علمی تراث پر کام کررہے ہیں، سیاسی امور مولانا حامد الحق حقانی نے سنبھال لئے ہیں اور ادبی، علمی کام مولانا راشد الحق سمیع نے ۔عزیزم مولانا راشد الحق سمیع ،ماہنامہ الحق کے پچیس سال سے ادارت کی ذمہ داریاں بھی سنبھال رہے ہیں، الحق کے مدیر شہیر اور دارالعلوم حقانیہ کے مدرس ہیں، حضرت مولانا سمیع الحق شہید کی زندگی میں تمام تعمیرات کا کام بھی سنبھالا اور وسیع وعظیم اور بے مثال تاریخی جامع مسجد و جدید دارالتدریس جس پر کروڑوں کا خرچہ آرہا ہے، انہیں بھی تکمیل کے تقریباً آخری مراحل میں پہنچا دیا ہے۔

اس کے علاوہ الحق کے آٹھ ،دس نمبرات بھی چھاپ چکے ہیں، ان کیساتھ حضرت والدؒ کی خصوصی دعائیں تھیں، اب اپنے چچا حضرت مولانا انوار الحق صاحب کی سرپرستی،محبت و شفقت وعنایت اور کا بھرپور تعاون اوران کی برکات اور مشائخ حقانیہ کی دعاؤں سے الحمدللہ مولانا راشدالحق

سمیع تین ضخیم جلدوں میں مولانا سمیع الحق شہیدؒنمبر منظر عام پر لا رہے ہیں۔آج تک پاک و ہند میں رسائل کے نمبر چھپتے رہے ہیں لیکن ایسا تاریخی ادبی،فنی اور پوری زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی خلوت و جلوت کے مظاہر،سیاسی کامیابیاں و کامرانی،درس وتدریس اور تصانیف مولانا سمیع الحق شہید کی زندگی اور حیات کا گوشہ اس میں مفصل بیان کردیا گیا ہے۔

آپ حضرات دعا کریں کہ یہ کام حضرت مولانا انوار الحق صاحب کی سرپرستی میں مولانا راشد الحق جلد شائع کرادیں،مولانا حامد الحق صاحب جس طرح سیاسی میدان میں کام کررہے ہیں تو علمی کام،ماہنامہ الحق کی ادارت اور قلمی وادبی کام مولانا راشد الحق پورا کررہے ہیں۔تفسیر بھی آگئی اور الحق نمبر بھی آگیا اور اسکے علاوہ صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام جو کتاب تھی جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا وہ کتاب دوبارہ،مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا کارنامہ چھپ کر منظر عام پر آگئی ہے۔یہ چھپتے رہیں گے اور آگے بڑھتے رہیں گے،ان شاء اللہ،مولانا سمیع الحق کا خون رائیگاں نہیں جائیگا۔

کفر تو کفر ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون تو پھر خون ہے جم جاتا ہے رنگ لاتا ہے

مولانا شہیدؒ کا خون اپنے صاحبزادوں،فضلاء،علماء،طلباء اور علمی تصانیف وتالیفات اور تفسیر لاہوریؒ اور الحق کے خاص نمبر کی صورت میں اپنا رنگ اور جلوے دکھا رہا ہے ان شاء اللہ! اسی طرح مولانا سمیع الحقؒ کی دسیوں بیسیوں کتابیں نمبروار چھپتی رہیں گی اور پوری دنیا میں علم وعمل اور دعوت و تبلیغ اور جہاد کا رنگ پھیلاتے رہیں گی۔وماعلینا الا البلاغ

- ڈاکٹر ابوالخیر زبیر (سربراہ ملی یکجہتی کونسل)

بعد از خطبہ مسنونہ! اسٹیج پر بیٹھے عمائدین ملت اور حاضرین ذی وقار! آج ہم اور آپ یہاں ایک ایسی ذات کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے جمع ہیں،جس نے دینی،قومی اور سیاسی ہر میدان کے اندر اپنی عظمت اور اپنی صلاحیت کے جھنڈے گاڑھے۔میں سوچ رہا تھا کہ مولاناؒ کے ساتھ ایک عرصہ متحدہ مجلس عمل میں ساتھ رہا اور ملی یکجہتی کونسل،دفاع پاکستان کونسل،مولاناؒ کے شب وروز کو دیکھا، مولاناؒ کی زندگی کے کس کس پہلو پر روشنی ڈالیں،ان کا ہر پہلو محبت سے سرشار تھا،جدوجہد اور جوش وجذبے سے معمور تھا،مجھے یاد ہے کہ ایک بار میں مولانا شہیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا،مولانا درس دے رہے تھے،دورہ حدیث کی کلاس میں درس دینے کے بعد مولاناؒ نے مجھے حکم دیا کہ میں کچھ گفتگو کروں،میں حیران رہ گیا کہ تقریباً اس کلاس کے اندر ایک ہزار سے زائد طلبائے کرام موجود تھے یعنی

بڑے بڑے مدارس میں مجھے جانا ہوا، ہم خود بھی دارالعلوم چلارہے ہیں لیکن صرف ایک کلاس کے اندر جو تاریخی تعداد ہے، حضرت شہیدؒ نے اس میں ایک اہم کردار ادا کیا، وہ ہمیشہ یادرہے گا۔

یہ مولاناؒ کی کارکردگی تھی کہ ایک سپر پاور سرنگوں ہوا، اور ایک سپر پاور جو ہم اور آپ آج کل دیکھ رہے ہیں جو کل تک ان کو دہشت گرد کہا کرتا تھا، آج وہ ان جہاد کرنے والوں سے بھیک مانگ رہا تھا، امن کا یہ سہرا انہی کے سرجاتا ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اس عزم اور حوصلے کے ساتھ وہاں کردار ادا کیا اور مجاہدین کی سرپرستی کی کہ دو سپر پاوروں کے غرور کو خاک میں ملادیا۔ حضرت مولاناؒ جو پاکستان میں اسلامی نظام کیلئے جدوجہد کررہے تھے پاکستان کے خلاف تو عالمی سازشیں ہوتی تھیں، اس کا انہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا، آپکو یاد ہوگا، ۸۰ء کی دہائی کے اندر پاکستان کو کمزور کرنے کیلئے مسالک کے درمیان اختلاف پیدا کیا گیا اور پاکستان کی گلی کوچوں کے اندر لاشیں گررہی تھیں اور حضرت مولاناؒ نے کہا کہ یہ تو بڑی خطرناک صورتحال ہے اور ملک کو کمزور اور تباہ کرنے کیلئے یہ عالمی سازشیں ہورہی ہیں، مولانا شاہ احمد نورانیؒ حضرت مولانا شہیدؒ کے پاس آئے اور صورتحال بتائی اور آپ نے دیکھا کہ ملی یکجہتی کونسل تشکیل پائی کہ جسکے ثمرات ہم سب نے دیکھے، وہ جو قتل وخون غارت گری ہورہی تھی وہ بند ہوگئی اور ایک ایسا ضابطہ اخلاق تیار کیا گیا کہ اگر آج بھی اس ضابطہ اخلاق پر عمل ہوجائے تو پاکستان کے اندر کوئی خون خرابہ اور قتل وغارت گری نہیں ہوگی، کسی قسم کی کوئی دہشت گردی نہیں ہوگی۔

آج یہ ہمارے حکمران نئے نئے ضابطہ اخلاق بنانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں، ارے بھائی صاحب! اپنا ضابطہ اخلاق تو حضرت مولانا صاحبؒ لکھ کر چلے گئے، دستخط کردیئے گئے، تمام مسالک کے قائدین کے دستخط کرادیئے تھے، اب یہ حکمران کہاں گئے کہ اس ضابطہ اخلاق پر عمل کیا جائے تو پاکستان کے اندر امن قائم ہوگا، لیکن مجھے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس ضابطہ اخلاق پر عمل تو بہت دور کی بات ہوگی حکومت کے اداروں کے اندر ایسے لوگ گھسے ہوئے ہیں جو فرقہ واریت کو بھڑکانے کی سازشیں کررہے ہیں۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کون لوگ ہیں وہ جنہوں نے اسلام آباد کے اندر آگ لگائی، پھر فرقہ واریت کی آگ بھڑکائی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں گستاخی کی؟ کون لوگ تھے؟ وہ جنہوں نے انکو راتوں رات فرار کرایا، کون لوگ تھے، وہ جنہوں نے انکو ویزہ دلوایا؟ حکومت کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جو فرقہ واریت کی آگ کو بھڑکا رہے ہیں؟ حضرت مولانا شہیدؒ اپنی زندگی کے اندر ایسے کام کر گئے ہیں کہ اگر آج صرف ان کاموں پر عمل کیا جائے تو

پاکستان کے اندر امن قائم ہوجائے گا اور فرقہ واریت کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہوگی، حضرت مولانا شہیدؒ کے سب سے بڑے کارنامے یہ تھے کہ پاکستان کے اندر اسلامی نظام نافذ کرنے کیلئے بڑی جدوجہد کی ،شریعت بل پیش کیا گیا، آج ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ ریاست مدینہ۔ ریاست مدینہ کیلئے تو مولاناؒ اپنی زندگی کے اندر سارا کام کرگئے ہیں ،اگر وہ شریعت بل دیکھ لیں اور اس پر عمل کرلیں تو پاکستان میں دوسرے دن نظام مصطفیٰ قائم ہوگا اور امن وامان کا بول بالا ہوجائے گا اور دہشتگردی سے نجات پائیگا، میں کہتا ہوں حکمران آخری تقریر مولانا صاحبؒ کی یاد رکھیں اور پچھلے حکمرانوں سے سبق حاصل کریں جنہوں نے اسلام کے خلاف سازشیں کیں، ختم نبوت کے خلاف سازشیں کیں، نظام مصطفیٰ کے قانون اور آئین کے اندر جو فقہ ہیں اس کیخلاف سازشیں کیں وہ ذلیل اور رسوا ہوئے۔

مولاناؒ نے اپنے آخری بیان میں حکمرانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ حکمرانو! اب بھی وقت ہے کہ سدھر جاؤ، ان سے سبق حاصل کرلو اور ہم وہاں جارہے ہیں کہ فرانس کے اندر جو بے ادبی ہوئی ہیں وہاں کے صدر اپنے الفاظ واپس لے رہے ہیں اور شرمندہ ہورہے ہیں لیکن پاکستان کے حکمرانوں کا کیا کریں؟ یہاں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہورہی ہے، صحابہ اہل بیتؓ کی شان میں گستاخی ہورہی ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں اور کوئی اس کا ایکشن لینے والا نہیں، ہمیں چاہیے کہ حضرت مولاناؒ کی آخری تقریر کو دیکھیں اور آخری تقریر کو لائحہ عمل بنائیں، اے حکمرانو! خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پاکستان کے اندر اس وقت امن قائم ہوجائے گا اور جتنے مصائب ہیں ان سب سے نجات ملے گی، اس لئے کہ پاکستان کے امن کا دارومدار پاکستان کی ترقی کا دارومدار صرف اور صرف نفاذ مصطفیٰ پر موقوف ہے۔

● مولانا مفتی محمد (جامعۃ الرشید کراچی)

بعد از حمد وصلوٰۃ! معزز حاضرین! آج ہم ایک ایسی شخصیت کی یاد میں جمع ہیں جنہوں نے پوری زندگی اسلام کے نفاذ کی کوششوں میں صرف کیں، انہوں نے کئی مرتبہ قرآن کریم ہاتھ میں لے کر کہا تھا کہ یہی ہمارا منشور ہے اور یہی ہمارا قانون ہے ،یہ قانون چودہ سو سال پہلے نازل ہو چکا ہے، قائداعظم نے ایک ادارہ قائم کیا تھا باقی سارے ادارے تو پہلے سے انگریز نے قائم کر رکھے تھے، پاکستان ریلوے، پاکستان پوسٹل ،ہیلتھ کا شعبہ، تعلیم کا شعبہ یہ سب تو پہلے سے قائم تھے۔

جو ایک محکمہ مستقل طور پر قائد اعظم محمد علی جناح نے قائم کیا تھا وہ تھا، ڈیپارٹمنٹ آف

اسلامک ری کنسٹرکشن اور علامہ اسد کی کواس کا سربراہ بنایا تھا اور مقصد یہی تھا کہ سارے قوانین کا جائزہ لیا جائے جو قوانین قرآن وسنت کے خلاف ہوانہیں ختم کر کے متبادل طور پر قرآن وسنت کے مطابق قانون لایا جائے چنانچہ علماء کی مسلسل جدوجہد اس میں رہی ،قرارداد مقاصد اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے،۳۱رعلمائے کرام کے ۲۲ نکاتی دستور اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور پھر جنرل ضیاء الحق مرحوم ہم جو چاہیں انہیں برا بھلا کہیں کہ وہ ڈکٹیٹر تھے جو کچھ بھی تھے لیکن اسلامائزیشن کا کام جتنا بہترین انداز سے اور جتنا زیادہ ان کے دور حکومت میں ہوا اتنا اس سے پہلے بھی نہیں ہوا اس کے بعد بھی نہیں ہوا بلکہ بعد میں آنے والی حکومتوں نے ان کے بنائے ہوئے بہت سارے قوانین میں تبدیلیاں تو کیں اور تبدیلی کرنے کی کوششیں مسلسل جاری ہیں اور اندرونی اور بیرونی اسلام کے دشمن اس کے لئے کوشاں ہیں کہ یہاں اسلام کا بول بالا نہ ہو، اسلامی قوانین نافذ نہ ہوں،ضیاء الحق مرحوم نے ایک مجلس شرعی قائم کی تھی اور حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نے اس کے لئے بہت گراں قدر خدمات انجام دی تھیں،۱۹۸۲ء کی بات ہے اور اس میں وفاقی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں آپ نے قرارداد پیش کی، ملک کے قانون ،عدالتی نظام ،ذرائع ابلاغ ،اصلاح معاشرہ اور انتظامیہ کے سلسلے میں اسلامی اصلاحات تیزی سے منظم اور موثر انداز میں سرانجام دی۔آپ نے چودہ نکات پیش کیے،جن میں ریاست کے تمام شعبوں کی اسلامائزیشن کے لیے لائحہ عمل موجود تھا،مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ تعالی اور ان کے دیگر رفقاء کار کی بے مثال کاوشوں کے نتیجے میں بہت سے اقدامات کیے گئے اور کئی امور میں قابل تحسین پیش رفت ہوئی،جن میں وفاقی شرعی عدالت کا قیام اور دائرہ کار، قانون شہادت ،قانون شفعہ ،قانون قصاص ودیت ،نظام تعلیم میں اصلاحات قرارداد مقاصد کو موثر بنانے کیلئے آئینی ترمیم،آٹھویں آئینی ترمیم کے تحت قانون سازی، نظام صلوٰۃ وزکوٰۃ کا قیام،عدلیہ اور پولیس کے عملے کو شرعی قوانین کی تربیت، یہ اس کے نمایاں پہلو ہیں،اور ان ساری شعبوں میں کام ہوا اور اس وقت جو علمائے کرام اس مجلس کا حصہ بنے تھے،ان پر بہت ساری تنقیدات بھی ہوئی لیکن جو مخالفت کرنے والے بھی تھے انہوں نے بھی بعد میں اس کی بہترین کارکردگی کا اعتراف کیا اور حضرت مولانا شہیدؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ان کی خدمات کو سراہا۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ ہمارے اکابر تھے، ہمارے بڑے تھے ،جنہوں نے اسلام کیلئے بڑی حکمت و تدبر سے اور دوراندیشی سے اور بردباری سے اور صبر وتحمل سے مفاہمت کا ماحول پیدا کر کے یہ سارے کام کیے تھے،آج ہم دوبارہ انہی جیسے قائدین کے محتاج ہیں ،ہمیں اپنے

اندر ایسے افراد پیدا کرنے کی ضرورت ہے جن کو ہم آج کا سمیع الحق شہیدؒ کہہ سکیں، جنہیں آج کا مفتی محمودؒ کہہ سکیں، کیا ہم ایسے افراد تیار کرنے کے لیے فکر مند ہیں؟ ہم نے ایسے ادارے بنائے ہیں؟ اور ایسے کوئی تربیتی نشستیں ہم قائم کر رہے ہیں؟ جس کے نتیجے میں ایسے افراد کہ جو ایک طرف تو اسلامی نظام مقاصد پر کوئی سمجھوتہ کرنے والے نہ ہوں، ان کے اندر جرات ہو، ان کے اندر شجاعت ہو، ان کے اندر بیباکی ہو اور دوسری طرف ان کے اندر بصیرت ہو، وہ زمانے کے حالات سے واقف ہوں، وہ اس وقت بھی اس سوسائٹی کو مخاطب کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، اس کے لہجے میں، اس کے اسلوب میں اور اس کی نفسیات کو پیش نظر رکھ کر ان کی ذہن سازی کر سکتے ہوں۔

ہم ایسے اقدامات کے لیے تیاری کریں اور ایسے باصلاحیت کار والے افراد تیار کریں کہ جو اسلامائزیشن کا دوبارہ سے اور نئے سرے سے کام شروع کریں اور جن چیزوں میں ترمیمات کر کے ان کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے، ان کی دوبارہ اصلاح کریں اور جن چیزوں میں نئے سرے سے کام کرنے کی ضرورت ہے ان میں نئے سرے سے کام کریں، ایسا نہ ہو کہ ہم قوم کو ایسے بندگلی کی طرف لے جائیں کہ جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو۔ آج مولانا سمیع الحق شہیدؒ شدت سے یاد آ رہے ہیں وہ ہوتے تو مفاہمت کا کوئی نہ کوئی راستہ نکالتے اور وہ بندگلی میں قوم کو نہ لے جاتے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اپنے حصے کا کام کرنے کی زمانے کے تقاضوں کو سمجھنے کی اور اس ملک عزیز میں اسلامائزیشن کے لیے رجال کار اور ادارے بنانے کی توفیق عطاء فرمائے۔

● مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب (جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے اسلام پاکستان)

میں پوری حقانی برادری بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب، مولانا حامد الحق حقانی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ عظیم قومی، ملی، مذہبی رہنما حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شان میں انکے شایان شان کانفرنس کا انعقاد کیا۔ میں نے سیاسی لفظ قصداً استعمال نہیں کیا کہ وہ مذہبی میں آ ہی گیا تھا۔ بقول اقبال مرحوم کے

جلال بادشاہی ہو یا کہ جمہوری تماشہ ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

● مولانا عبدالقدوس نقشبندی

صدر ذی وقار! حضرت مولانا انوار الحق صاحب زید مجدکم، قائد ابن قائد حضرت مولانا حامد

الحق حقانی صاحب اور ملک بھر سے تشریف لانے والے معززین! میں استقبالیہ کمیٹی کا انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس عظیم کانفرنس کا انعقاد کیا، میرے بھائیو! آج ایک شخصیت جو ہمیں بہت زیادہ یاد آرہی ہے، سیاسی جدوجہد ہو، طالبان کی بات ہو، دفاع افغانستان کی بات ہو، پاکستان کے دفاع کی بات ہو، شریعت بل کا معرکہ ہو، ملک میں اسلام کے نفاذ کی بات ہو، تمام مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے کرنے کی بات ہو، ڈاکٹر ابوالخیر زبیر صاحب تشریف فرما ہیں، ملی یکجہتی کونسل کا گلدستہ اس وقت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اکٹھا کیا، جب خطرہ موجود تھا کہ پاکستان کے مختلف مکاتب فکر، اللہ نہ کرے کہ وہ باہم دست وگریباں ہوں، اس وقت وہی شخصیت مولانا عبدالحق کے بیٹے پاکستان کے عظیم عالم سکالر، جمعیت علمائے اسلام کے قائد مولانا سمیع الحق شہیدؒ تھے کہ وقت کی نزاکت کا اندازہ کرتے ہوئے تمام قائدین کو نہ صرف ایک سٹیج پر اکٹھا کیا بلکہ اتحاد کیلئے وہ مربوط کوششیں کیں جو پاکستان کو امن استحکام کی طرف لے جانے کے لئے ضروری تھیں۔ ہم آج اس عظیم شخصیت کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے اکٹھے ہیں، اللہ رب العزت ان کی محنتوں کو، انکے جہاد کو، انکی کوششوں کو، جو پاکستان کے لیے تھیں، عالم اسلام کیلئے تھیں، علاقائی استحکام کیلئے تھیں قبول فرمائے اور سب سے بڑھ کر ان کا وہ کردار جو افغانستان میں تھا، ایک نہیں بلکہ دو سپر پاورز کو شکست دینے کیلئے جو کردار انہوں نے ادا کیا، میں اور آپ یہاں ہم اکٹھے ہیں انکے اس کردار کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے کہ نہ صرف روس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے بلکہ ہم دیکھنے جارہے ہیں کہ ان شاء اللہ بہت جلد امریکہ کے بھی ٹکڑے ٹکڑے انہی کی سوچ اور نظریہ اور انہی کی جدوجہد کی وجہ سے ہوں گے۔

میں مولانا حامد الحق صاحب صاحب، مولانا عبدالروف فاروقی صاحب، مولانا ایوب خان صاحب اور جمعیت علمائے اسلام کے دیگر رہنما مولانا فہیم الحسن تھانوی، حافظ احمد علی کراچی سے، بلوچستان کے قبائل کے، پورے پاکستان کے مختلف اضلاع سے آنے والے جمعیت علما اسلام کے کارکنوں کو نہ صرف یہاں خوش آمدید کہتا ہوں بلکہ ہم آج یہ عزم کرنے کے لئے اٹھے ہیں جو شمع مولانا سمیع الحق شہیدؒ رحمتہ اللہ علیہ نے روشن کی تھی جو علم انہوں نے جہاد کا افغانستان میں بلند کیا تھا، جو کوشش انہوں نے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ شریعت بل کے معرکہ کی صورت میں پیش کی تھیں، ہم ان شااللہ ان کی اس جدوجہد کو نہ صرف خراج تحسین پیش کرتے ہیں بلکہ اس علم کو لے کر ہم ان شا اللہ اگلی نسل تک اس جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔ اللہ رب العزت حضرتؒ کی شہادت کو قبول و منظور فرمائے اور ہم سب کی اس مبارک جدوجہد کو اپنی بارگاہ میں قبول کرتے ہوئے پاکستان اور

اسلام کو جو خطرات درپیش ہیں ان کے لیے عملی اقدام اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، میں آخر میں آپ سب حضرات کا بہت مشکور ہوں کہ آپ ملک بھر سے قافلوں کی صورت میں یہاں تشریف لائے۔

● جناب ڈاکٹر ضمیر اختر صاحب (تنظیم اسلامی اسلام آباد)

محترم علمائے کرام اور حاضرین گرامی! آج ہم اپنے قومی ملی ہیرو کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے یہاں جمع ہیں، میری مراد حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ہیں، میں نے ان کا نام اخبارات کے ذریعے کراچی میں شریعت بل جوانہوں نے پیش کیا تھا، اس حوالے سے سنا تھا اور بڑی خواہش تھی کہ اس عظیم شخص کے اس طرح سے ستائش کی جائے جو ان کے شایان شان ہو، میرے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ وہ ہم میں نہیں ہوں گے اور ہم ان کے اسی قدم کی ستائش کر رہے ہوں گے ہم سلام پیش کرتے ہیں اس عظیم مجاہد کو جس نے اندرون ملک شریعت کے نفاذ کیلئے جو ہمارے ادارے ہیں ان کو اپنی ذمہ داری یاد دلائی اور شریعت بل کو ان کے سامنے پیش کیا، یہ اور بات ہے کہ اس شریعت بل کی پذیرائی نہیں ہوئی، پیش ہی نہیں ہوئی اور اس کے بعد بھی اس طرف کوئی پیش قدمی نہیں ہوئی۔ اس موقع پر تمام علمائے کرام کو، یہاں موجود ہر مسلک کے نمائندوں کو یہی کہوں گا کہ اس ملک کا جواز یہی ہے کہ یہاں شریعت اسلامیہ نافذ ہوں، اگر یہاں پر قوانین اسلام کے نفاذ کی کوشش نہیں کی جاتیں تو اس ملک کا جواز نہیں ملتا، اس لیے پاکستان کی تحریک چلاتے ہوئے جس نعرہ نے تمام مسلمانوں کو یکجا کیا تھا تو وہ نعرہ یہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، نعرہ پاکستان کے قیام کے بعد پورا کرنے کے لیے اولین جو کوشش مولانا شبیر احمد عثمانی کی زیرسرپرستی وہ قرارداد مقاصد پاس ہوئی لیکن اس کو دستور کا حصہ نہیں بنایا گیا یہ ۸۰ء کی دہائی ہے جب مولانا سمیع الحق اور ان کے رفقاء اور انکے مسلک کے علماء نے ضیاء الحق مرحوم کو یہ بات باور کرائی کہ آپ اپنے آپ کو جس منصب پر پہنچا چکے ہیں بہر حال اس بحث میں نہیں پڑتے کہ آپ جائز طریقے سے آئے یا ناجائز طریقے سے، اس وقت اگر آپ یہ کام کرگزریں اور قرارداد مقاصد کو دستور کا حصہ بنالیں تو آپ کے کریڈٹ میں بہت بڑی نیکی جائے گی اور ملت اسلامیہ آپ کو یاد رکھے گی۔

● مولانا محمد اسعد درخواستی (رہنما جمعیت علمائے اسلام جنوبی پنجاب)

خطبہ مسنونہ کے بعد! خاندان درخواستی کی طرف سے خاندان حقانی کو آج میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے حضرت مولانا سمیع الحق شہید نور اللہ مرقدہ کے مشن کو زندہ کرنے کے لیے آج یہ بہترین

اجتماع مقرر فرمایا ہے، اس پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں اپنے قائد حضرت مولانا حامد الحق سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے میں آپ سے کرتا درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ میرے سامنے میرے شیر کی تصویر لگی ہے واللہ سریع الحساب

مولانا سمیع الحقؒ ہم سے مخاطب ہوکر کہہ رہے ہیں کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم میں وہ جذبات باقی نہیں رہے، میرے سامنے مولانا سمیع الحقؒ کی وہ چلتی پھرتی تصویریں نظر آرہی ہیں، یہ سارا خاندان حقانی کا تعلق خاندان درخواستی سے اس وقت بنا تھا جب حضرت درخواستیؒ نے حضرت مولانا سمیع الحق شہید نوراللہ مرقدہ کے ہاتھ میں قرآن اور ایک ہاتھ میں کلاشنکوف تھام کر کہا تھا سمیع الحق تمہارا دنیا انتظار کررہی ہے، آج حامد الحق صاحب ذرا آپ بھی نکلئے، دنیا آپ کا انتظار کررہی ہے ذرا دیکھئے! میرے سامنے جذبہ جہاد کے احیاء کا وقت ہے، ارے الجہاد کے نام لینے والے ذرا گھبرا رہے ہیں، میں نے دیکھا تھا مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو کہ جب جہاد کا نام آتا وہ آپے سے باہر ہو جاتے، کبھی ان کے چہرے پر خوف نظر نہیں آتا تھا، اعلائے کلمۃ اللہ کرنے میں مولانا سمیع الحقؒ کا کوئی ثانی نہیں تھا، مولانا حامد الحق حقانی ذرا اعلائے کلمۃ اللہ کیجیے! اپنے والد گرامی کے مشن کو زندہ کیجئے! پہلی بات جذبہ جہاد کا احیاء کیجئے! آپ سب حضرات کی خدمت میں تین باتیں عرض کروں گا ان میں آپ کی تائید چاہتا ہوں کہ پاکستان میں جذبہ جہاد کے احیاء کی تائید آپ سب کرتے ہیں، دوسری بات گستاخانہ خاکوں کے خلاف ملک گیر احتجاج کا اعلان فرمایئے کہ میرے قائد ہوتے، زندہ ہوتے تو مجھے یقین ہے وہ آسانی سے یوں بیٹھے نہ رہتے بلکہ وہ آج اعلان کرچکے ہوتے تو آج آپ اعلان فرمائیں کہ پوری دنیا گستاخانہ خاکے بلکہ فرانس میں تو حکومتی اور وزیراعظم کی سرپرستی سے ہو رہے ہیں، آج اعلان کریں کہ پورے پاکستان میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے گستاخانہ خاکوں کے خلاف احتجاج کریں گے، تیسری بات ناموس صحابہ و اہل بیتؓ، ناموس صحابہ و اہل بیتؓ کے خلاف پاکستان میں میرے صحابہؓ کے خلاف باتیں ہوئیں، آج یہ اعلان فرمائیں، ان شاء اللہ! پاکستان میں اگر صحابہ کے خلاف کوئی بات ہوگی تو اس زبان کو ہم کھینچ لیں گے، دعا ہے کہ اللہ رب العزت سے اللہ رب العزت مجھے اور آپ کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

● مولانا سید چراغ الدین شاہ صاحب (سربراہ اتحاد امت)

بعد از خطبہ مسنونہ!

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی کٹی ہے برسر میدان مگر جھکی تو نہیں

قابل صد احترام علمائے کرام اور مشائخ عظام! آج ہم کوئی عرس منانے نہیں آئے ہیں بلکہ ایک عظیم شخصیت جس کا عظیم نظریہ تھا، اور وہ اپنے اکابر کے وارث تھے، ان کے علوم ومعارف کے امین تھے اور ان کے سیاسی اور مذہبی وراثت کے وارث تھے، میں نے ان کو بہت قریب سے دیکھا، اور دس سال میں ان کے ساتھ رہا، پہلے نائب امیر رہا پھر میں جنرل سیکرٹری پانچ سال رہا، میں نے ان کے اندر جو اخلاق دیکھا، ان کی دیانت، امانت اور صداقت دیکھی وہ بہت کم لوگوں میں دیکھی، آپ بیک وقت ایک مفسر بھی تھے، محدث بھی، محقق بھی تھے اور مدرس بھی، اللہ نے ان کو بہت سارے کمالات سے نوازا تھا، ہمارے لیے انہوں نے تو اپنا کام پورا کیا، شہادت جو مومن کا اصل مقصود ہے ان کو مل گئی، ہمیں یہ سبق دیا کہ میرا مشن، میرا پروگرام جو میں نے ساری عمر اسلام کی سربلندی کے لیے کام کیا، اس مشن کو لے کر آگے اپنے اپنے پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوکر اپنے مفادات کو بالائے طاق رکھ کر اپنی فرقہ واریت کو پیچھے چھوڑ کر مفاد پرستی، قوم پرستی، جماعت پرستی کو چھوڑ کر خدا پرستی کا راستہ اختیار کر کے اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام کے قیام کے لیے اکٹھے ہو جاؤ، یہ حضرت کا مشن اور پروگرام تھا یہ پیغام تمہیں منظور ہے؟ جس کو منظور ہے وہ ہاتھ اٹھائیں (سب حاضرین نے ہاتھ اٹھا کر نعرہ تکبیر اور ناموس رسالت اور شہید اسلام مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے نام کے نعرے لگائے)

- **مولانا محمد ایوب خان** (رہنما جمیعت علمائے اسلام شالی پنجاب)

خطبہ مسنونہ کے بعد! یہ میرے قائد کے لئے

وہ مرد نہیں جو ڈر جائے حالات کے خونی منظر سے
جس حال میں جینا مشکل ہو اس حال میں جینالازم ہے

قابل صد احترام! سب کو خوش آمدید کہتا ہوں، قائد جمیعت حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب! دیگر احباب اور دور دراز سے ہماری ضلعی تنظیموں کے عہدیداران جو یہاں آئے ہوئے ہیں، آج اس کونشن سنٹر کے اندر ہم اس عظیم شخصیت کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے یہاں اکٹھے ہیں، مجھے وہ منظر اور وہ وقت یاد ہے جب سوویت یونین کا سرخ ریچھ گرم پانیوں کی تلاش میں ریاستوں کو روندتا ہوا آپ کے ہمسائے ملک افغانستان کو پیش قدم بنا کر کراچی کے پانیوں پر قبضہ کرنا چاہتا تھا، اس وقت ایک بوڑھی آواز بلند ہوئی، مولانا عبدالحقؒ کا وہ صاحبزادہ میدان میں آیا، اس نے قوم کے ضمیر کو جھنجوڑا، قوم کے لیڈروں، وڈیروں کو اٹھایا، طلباء کو اٹھایا پھر استاد سیاف بھی آیا، یونس خالص بھی آیا، برہان الدین بھی آیا، مجددی بھی آیا، ساری دنیا نے سمیع الحقؒ کی تبلیغ کے بعد پاکستان کو اپنا مطمح نظر

بنایا، پاکستان کی سپورٹ کے بعد افغانی فاتح بنے ،کوئی آواز اُس وقت نہیں گونج رہی تھی، ایک آواز گونج رہی تھی اور مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جب پاکستان میں فرقہ واریت کی تڑتڑاہٹ تھی، چار لاشیں ادھر، چار لاشیں اُدھر پھر ملی یکجہتی کونسل بنا کر اس قوم کو یک جہتی عطا کی۔

آج ہم اس قائد کو سلام پیش کرنے کیلئے آئے ہوئے ہیں اور ایک وقت وہ بھی آیا جب انہوں نے اسلامی جمہوری اتحاد بنایا، متحدہ دینی محاذ بنایا اور انہوں نے شعبہ تصنیف وتالیف میں بھی بے شمار خدمات انجام دیں، میرا دل چاہتا ہے کہ ایک وقت آئیگا جیسا کہ ایک صاحب نے کہا تھا کہ پاکستان میں ایک ہی آواز آئے گی، صحابہ، صحابہ، صحابہ۔میرا یقین ہے کہ ایک وقت آئے گا اور پاکستان میں ایک آواز آئیگی، سمیع الحق، سمیع الحق ۔اس موقع پر میں آپ کو کہوں گا آپ میرے ساتھ ملکر جواب دیں اور خراج تحسین میں آپ بھی حصہ ڈالیں،سب خطیب نہیں بنیں گے۔

میرے بھائیو! اس قائد کو یہی خراج تحسین ہے کہ آپ اسکے جھنڈے کو بلند کریں،ان شاء اللہ قریہ قریہ،گلی گلی،ہم ان کے مشن کو لے کر جائیں گے۔حکومت سے مطالبہ ہے کہ ان کے جو اصل قاتل ہیں ان کا نام ہی لے لیں۔

- مولانا محمود الحسن توحیدی

بعد از خطبہ مسنونہ! مولانا شہیدؒ کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی،آپؒ نے پوری زندگی اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جہاد کرتے ہوئے گزاری، آخری عمر میں تحفظ ناموس رسالتﷺ کیلئے جان قربان کردی، آسیہ ملعونہ کو بچانے کے لئے حکومت نے بڑی کوششیں کیں مگر قائد جمیعت نے واضح کردیا تھا کہ ہم اس معاملے میں کسی قسم کی مفاہمت سے کام نہیں لیں گے، چاہے جو کچھ ہوجائے، آج بھی قائد کا خون اسی بات کی گواہی دے رہا ہے۔

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے آگ جگر کی مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میداں مگر جھکی تو نہیں

قائد جمیعتؒ مذہبی معاملے میں کسی قسم کے مصلحت کے قائل نہیں تھے۔ میں مولانا حامد الحق سے کہوں گا کہ جو ہمارے بھتیجے بھی ہیں کہ جتنا ہمارے خون کے قطرات ہیں سب آپ کیلئے حاضر ہیں۔

● مولانا مفتی رویس خان (مفتی آزاد کشمیر)

بعد از خطبہ مسنونہ! بزرگانِ محترم! میں نے مولانا حامد الحق صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ایک بہت بڑے عالم دین تھے جو شہادت کے مرتبے پر فائض ہوئے، ان کیساتھ میں نے بہت سارے مقامات پر کانفرنسز میں شرکت کی تو ان کیلئے اگر عربی میں بھی کوئی بیان ہوجائے تو بہتر ہوگا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ہی کردیں، میں نے سوچا کہ کافی دیر ہوگئی ہے ابھی شاید پروگرام نہ بن سکے، اب میں صرف یہی تجویز پیش کرتا ہوں کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت اور گمنام قاتلوں کا پتہ لگانے کیلئے ہمیں ایک منظم اور ایک ہمہ جہت تحریک کی ضرورت ہے۔

اس پروگرام کے انعقاد پر مولانا انوار الحق صاحب، مولانا حامد الحق صاحب، مولانا سید یوسف شاہ صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور تجویز پیش کرتا ہوں کہ مولانا شہیدؒ پر ایک جامع قسم کا سیمینار منعقد کیا جائے جس کیلئے پاکستان کے اسکالرز، انگریزی، عربی اور اردو تینوں زبانوں میں ان کی حیات وخدمات پر مقالات پیش کریں اور ان مقالات کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے، اب چونکہ بہت سارے اکابر کے خطابات باقی ہیں، مولانا احمد لدھیانوی صاحب بھی موجود ہیں، بھائی سراج الحق صاحب موجود ہیں، مولانا سید چراغ الدین صاحب بھی موجود ہیں، مجھے اس لئے کسی لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت نہیں ہے، اسلئے آپ حضرات کے سامنے فاتحہ پڑھتا ہوں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے ایصال ثواب کیلئے آپ بھی پڑھ لیں اور اسکا ثواب مولانا شہید کو بخش دیں۔

حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اور حضرت حامد الحق صاحب مدظلہ میزبان حضرات تھے اس لئے ان حضرات کی تقاریر آخر میں رکھی گئیں تھیں۔

● مولانا حامد الحق حقانی (امیر جمعیت علمائے اسلام پاکستان، چیئرمین دفاع پاکستان کونسل ونائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ)

بعد از خطبہ مسنونہ! آج پاکستانی قوم، علمائے کرام اور دینی سیاسی قیادت میں، ایک عجیب سا اضطراب، خوف اور بہت بڑا اختلاف پایا جاتا ہے، پوری قوم کو بانٹنے کیلئے ہندوستان اور اسکی کٹھ پتلی حکومت اور یہود ونصاریٰ اسرائیل وامریکہ سب پاکستان کو تقسیم کرنے پر لگے ہوئے ہیں کہ کسی طریقے سے یہ قوم، یہ لیڈر، یہ سیاستدان، یہ مذہبی لیڈر اور یہ افواج پاکستان آپس میں گتھم گتھا ہوجائیں، یہ سوچنے کی بات ہے کہ جس انداز میں ہمیں لڑایا جارہا ہے اس کے نتائج اس ملک وقوم کے لئے

خطرناک ہیں،کیا پھر پاکستان تقسیم ہونے سے بچ سکے گا؟ کبھی نہیں! جب ہم انقلاب پیدا کریں گے جب ہم ایک مٹھی ہوجائیں تو آپ یقین کرلیں کہ عالم کفر جس کی تمام کوششیں عالم اسلام کو مٹانے پر لگی ہیں وہ ناکام ہوجائیں گی۔جس طرح میرے اور آپ کے مولانا سمیع الحق نے شہیدوں کی وفا کا پیغام دنیا کو دیا لیکن ہمیں غلامی کی زنجیریں پہنانے کیلئے مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ کو شہید کیا گیا، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ ایک بڑی دیوار ہے، ایک مضبوط چٹان ہے، اگر اس کو ہٹا دیں تو ہمارا کام آسان ہوجائے گا اور پاکستان کو سیکولر بنادیا جائے گا۔ایک مولانا سمیع الحق شہیدؒ تھے کہ ہم ان کو روکتے بھی تھے کہ خدارا ابا جی! اتنی تیزی نہ دکھائیں اور اتنا جذبہ نہ دکھائیں۔ پتہ نہیں پاکستانی قوم آپ کی شہادت کے بعد اٹھے گی بھی یا نہیں؟ بدقسمتی سے نہ مذہبی جماعتیں مؤثر طور پر احتجاج کیلئے اٹھیں اور نہ حکومتی و عدالتی ادارے قاتلوں کی گرفتاری کرسکے۔دو سال بعد بھی ہم اسلام آباد کے دل میں ''پارلیمنٹ،ایوان صدر،اور اعلیٰ عدالت'' کے قریب یہاں کنونشن سینٹر میں احتجاج کررہے ہیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہورہی۔

آج ۸۲،۸۳ سال کے لیڈر مولانا سمیع الحقؒ کو ڈر کے مارے شہید کیا گیا،وہ دنیا کی ساری بے دین قوتوں کے خلاف کلمہ حق بلند کرتے تھے،آج ملک کے تمام بڑے مذہبی سیاستدانوں کو چاہیے کہ وہ مل کر قوم کے سامنے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر حلف اٹھائیں اور ملک میں اسلامی نظام لائیں، وہ شریعت بل جو مولانا سمیع الحق نے پارلیمنٹ میں پاس کرایا،وہ شریعت بل جو میں نے اور اعظم طارق شہیدؒ نے مل کر قومی اسمبلی میں پیش کیا لیکن پرویز مشرف کا دور تھا ہمیں اس پر مزید کام نہیں کرنے دیا گیا،مولانا سمیع الحق کی کتابیں قوانین پر بنی ہوئی ہیں،آج ان کی ''تفسیر لاہوری'' سامنے اسٹیج پر الحمدللہ رکھی ہوئی ہیں،آج گویا اس کی تقریب رونمائی بھی ہے۔

آج ''الحق'' نمبر کی بھی رونمائی ہورہی ہے، میں نئی نسل کے نوجوانوں سے کہوں گا کہ آپ مولانا سمیع الحق کی تاریخ پڑھیں کہ وہ کتنے خوددار انسان تھے، کتنے خدا پرست تھے، کتنے مجاہد تھے، کتنے محب وطن پاکستانی تھے،مولانا سمیع الحق نے ہمیشہ اتحاد کا درس دیا،متحدہ دینی محاذ بنایا،ملی یکجہتی کونسل بنائی،متحدہ مجلس عمل بنایا،دفاع پاکستان کونسل بنائی، یہ سب اس لئے کہ ہمارا ملک امن کا گہوارا بن سکے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ سب علماء جاگ جائیں،متحد و متفق ہوجائیں،ایک بڑا اتحاد قائم ہونا چاہیے تب آپ کے مدارس،خانقاہیں اور مراکز بچ سکیں گے،پشاور میں جو مدرسہ زبیریہ میں دھماکہ ہوا ہے وہ بھی دارالعلوم حقانیہ کے فاضل مولانا رحیم اللہ حقانی کا مدرسہ ہے،وہ مولانا سمیع

الحق شہیدؒ اور مولانا انوار الحق صاحب کے شاگرد ہیں ،ان معصوم نہتے طلباء و بچوں کا کیا جرم تھا؟

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ علمائے دیوبند نے ہر دور میں قربانیاں دی ہیں، میرا ارادہ تھا کہ زیادہ باتیں نہیں کروں گا لیکن یہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے روح کے جذبات تھے جو آپکے سامنے رکھے۔اب میں اس کانفرنس کا مشترکہ اہم اعلامیہ آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں جو اس تمام تقریب کا اصل پیغام اور روح ہے۔

● شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب

(مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ وسینئر نائب صدر وفاق المدارس پاکستان)

بعد از خطبہ مسنونہ! معزز علمائے کرام ،مشائخ عظام اور حاضرین مجلس! تقریریں آپ نے بہت سن لیں ، سب سے پہلے میں اسلام آباد کے علماء اور خطباء کا شکر گزار ہوں کہ وہ کثیر تعداد میں تشریف لائے اور دور دراز سے بھی تشریف لانے والے حضرات کا بھی مشکور ہوں، مولانا احمد لدھیانوی صاحب ،جناب سراج الحق صاحب ،جناب اعجاز الحق صاحب، جناب عبداللہ گل ودیگر صحافی برادری کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، رضا کار کارکنان اور طلباء جو صبح سے یہاں خدمت میں مصروف ہیں ان کا بھی ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ سب حضرات کو جزائے خیر سے نوازے۔

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ عمر میں مجھ سے بڑے تھے، ہمارے درمیان دو یا ڈھائی سال کا فرق تھا،۳۵ سال قبل جب والد گرامی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا انتقال ہوا تو اکابر نے حضرت شیخ الحدیثؒ کی دستار حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور میرے سر پر رکھی، حضرت شہیدؒ نے مجھے کبھی بھی یہ احساس نہیں دلایا کہ اتنی ذمہ داری تمہارے یا میرے اوپر ہے ،سارا بوجھ ہی انہوں نے خود سنبھالا ہوا تھا، میرے اس عظیم بڑے بھائی نے باوجود تصنیفی وتالیفی اور سیاسی و جہادی مصروفیات کے میرے ساتھ ایسا سلوک رکھا کہ مجھے والد صاحبؒ کی کمی محسوس نہ ہونے دی، آپ میرے لئے ایک چھت کی مانند تھے، چھت کے بغیر آدمی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

آپ کی شہادت کے بعد ہمیں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے سروں سے سائبان ہٹ گیا ہے ،انہوں نے کبھی بھی مجھے اکیلا نہیں چھوڑا، آپ کی پالیسی ،تجاویز،ایسی موثر ہوتیں کہ الحمدللہ ۳۵ سال میں کبھی میرا اوران کا اختلاف نہیں آیا۔آپ نگرانی فرماتے رہے اور میں خادم کے طور پر کام کرتا رہا، جب والد صاحبؒ دنیا سے رخصت ہوئے تو لوگ کہتے تھے کہ اب یہ باغ (دارالعلوم

حقانیہ)ختم ہوجائے گا اور اس وقت حقانیہ کے دور حدیث میں تین سو یا ساڑھے تین سو طلباء پڑھتے تھے ،پھر اِن کی سرپرستی میں دارالعلوم نے دن دگنی رات چوگنی ترقی کی،آج کل ہمارے ہاں پہلے سے بھی زیادہ داخلے میں بہت سختی کی جاتی ہے لیکن پھر بھی دورہ حدیث میں پندرہ سو سے زائد طلباء ٹیسٹ پاس کرکے آجاتے ہیں،یہ تعداد برصغیر و پاک و ہند میں کسی ایک مدرسہ میں بھی ایک نہیں ہے۔ یہ سب شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی پالیسی اور سرپرستی کا نتیجہ ہے ۔

آپ شہید کواللہ تعالیٰ نے بہت سارے کمالات سے نوازا تھا،ذہانت اور علمی تجر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت زیادہ عطا کیا تھا،آپ کئی کئی دن اسفار میں رہتے لیکن جیسے ہی واپس تشریف لاتے تو دارالحدیث تشریف لے جاتے اوربغیر مطالعہ کے بخاری شریف کا ایسا درس دیتے کہ طلباء دنگ رہ جاتے۔اور سب سے اہم بات یہ کہ دارالعلوم حقانیہ،افغان مجاہدین اور افغان طالبان کی علمی وروحانی درسگاہ ہے۔ میرے والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور برادرم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒان کے استاد تھے،اس لئے بڑی قوتوں نے انہیں شہید کیا،اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔آمین

تقریب کے آخر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے حاضرین سے فاتحہ اورسورہ اخلاص پڑھنے کی استدعا کی اوراس کے بعد دعا فرمائی اور یوں یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

- **حضرت مولانا سید یوسف شاہ** (امیر جمعیت علمائے اسلام کے پی کے)

حضرت مولانا محمد یوسف شاہ صاحب نظامت کے دوران حضرت شیخ شہیدؒ کے کارناموں اورکردار پرگفتگوفرماتے رہے،آپ نے حضرت شیخ شہیدؒ سے متعلق اپنے ارشادات کے علاوہ کانفرنس کے انعقاد میں مدد کرنے والے حضرات حضرت مولانا انوار الحق صاحب، حضرت مولانا حامد الحق صاحب، حضرت مولانا عبدالخالق صاحب،حضرت مولانا راشد الحق صاحب،مولانا حزب اللہ جان صاحب اورمولانا محمد اسرار مدنی کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

- **مفتی شیر محمد مغل**

مفتی شیر محمد مغل صاحب نے بھی اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیتے وقت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی قومی،ملی،سیاسی،مذہبی،جہادی اور پارلیمانی خدمات کوخراج تحسین پیش کیا۔

(قسط ۴)

شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب
مہتمم جامعہ حقانیہ و نائب صدر وفاق المدارس

دارالعلوم دیوبند کے عظیم جشن بہاراں کا ایک منظر

صد سالہ اجتماع دارالعلوم دیوبند کے لیے سفر کی دلچسپ روئیداد

احقر اور برادر بزرگ مولانا سمیع الحق شہیدؒ اپنے والد گرامی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور قائد ملت اسلامیہ مولانا مفتی محمودؒ کی معیت میں دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ منعقدہ مارچ ۱۹۸۰ء میں شرکت کی سعادت سے بہرہ ور ہوا تھا۔اس وقت جو مناظر‘اکابرین کی زیارت و ملاقات‘فضلاء دیوبند بالخصوص حضرت والد صاحب کی دستار بندی‘اور علماء و اولیاء کی صحبتیں نصیب ہوئیں،اپنی ڈائری میں طالب علمانہ رپورٹ لکھتا رہا۔ زعمائے ملت کے خطبات بھی سنے،حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب کا مفصل خطبۂ استقبالیہ‘مولانا سید ابوالحسن ندوی کا انقلابی خطاب‘مولانا مفتی محمودؒ کی بصیرت افروز تقریر‘والد گرامی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا مختصر مصلحانہ بیان اپنی تمام اداؤں کے ساتھ اب تک دل و دماغ کی سکرین پر ثبت ہے۔دنیا بھر سے آئے ہوئے ملتِ اسلامیہ کے زعماء کے خطابات‘مسئلہ فلسطین‘اسلامی ممالک کی رفتار سست اور انگریز کی دلچسپی کے وجوہ‘بین الاقوامی حالات‘دارالعلوم دیوبند کے قیام کا پس منظر‘تحریک حریت میں علماء حق کی قربانیاں،دارالعلوم دیوبند کے فضلاء کا صد سالہ مجاہدانہ کردار‘برطانوی حکومت کے ظلم و استبداد کے واقعات اور برصغیر میں علماء کرام اور زعمائے اہل حق کی انگریز دشمن سرگرمیوں کی تفصیلات اور ان کے افکار عالیہ سے بھرپور استفادہ کا موقع ملا۔زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے امت کی علمی و دینی اور ملی قیادت کو لاکھوں کے مجمع سے ایک سٹیج میں یکجا خطاب کرتے ہوئے سُنا۔اس موقع پر جو کچھ میں نے دیکھا اور جس طرح سمجھا اس وقت کے مناظر اور حالات کے مطابق اپنی ڈائری میں محفوظ کرلیا تھا۔حسنِ اتفاق سے وہی ڈائری سامنے آگئی تو پرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔دل میں خیال آیا کہ اکابر کا تذکرہ ہے،مبارک اجتماع کی دلچسپ علمی اور روحانی روئیداد ہے اسے بھی امت کے حضور پیش کردیا جائے،مگر یاد رہے کہ اس تحریر میں مقالہ نویسی والا تسلسل اگرچہ نہیں ہے،البتہ اس کی حیثیت ایک تاریخی یادداشت کی ضرور ہے جس سے تاریخ کے طلباء کو بھی بہت سا مواد مل سکتا ہے،پھر واقعات و حکایات کی چاشنی بھی ہے،اور ان کی روحانیت کی مٹھاس بھی‘علماء اولیاء‘صلحاء‘فضلاء اور اہل ایمان کی گہما گہمی بھی ہے،اور نصائح و مواعظ کی دلآویزی بھی،اور دارالعلوم دیوبند کے جشنِ صد سالہ کی ایک خوبصورت تصویر بھی۔اس کی اشاعت سے تاریخ بھی محفوظ ہوجائے گی اور قارئین پڑھیں گے تو حظ وافر حاصل کریں گے انشاءاللہ۔

دستار بندی کا آغاز اور چند قدیم مشاہیر فضلاء کی دستار بندی

چونکہ اس اجتماع کا اہم اور بنیادی مقصد گزشتہ سو سالوں کے دوران قریباً ساڑھے گیارہ ہزار فضلاء کی دستار بندی کرنی تھی اس لئے حضرت مفتی صاحب کی تقریر کے اختتام پر حضرت مولانا قاری محمد طیب نے اعلان فرمایا کہ اب دستار بندی کا پروگرام شروع کرنا ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا منت اللہ رحمانی امیر شریعت بہار جو کہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن بھی تھے نے مائیک پر آکر اعلان فرمایا کہ سو سال کے دوران قریباً ساڑھے گیارہ ہزار فضلاء اس عظیم ادارے سے فارغ ہو چکے ہیں۔ہم چاہتے تو یہ ہیں کہ ہر صاحب کی فرداً فرداً رسم کے مطابق دستار بندی کی جائے۔مگر اس مختصر وقت میں ان ہزاروں کیلئے یہ کرنا ناممکن ہے اس لئے فی الحال اب بعض اہم اکابر کی دستار بندی کردی جائیگی۔ اور باقی حضرات کل جلسہ ختم ہونے پر دارالعلوم کے دارالحدیث ہال میں تشریف لاکر اپنے اپنے دستار فضیلت وصول کرلیں۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی دستار بندی

ان چند اکابر کے نام لیتے ہوئے قاری محمد طیب صاحب نے تو سب سے پہلے حضرت مولانا عبدالحق یعنی والد محترم کا اسم گرامی ذکر فرمایا اور بعض اور اکابر کے بھی۔ پہلے حضرت قاری محمد طیب صاحب کی دستار بندی کی رسم شروع کی گئی۔اور اسٹیج پر اکابر و بزرگوں نے حضرت قاری صاحب کو دستار فضیلت باندھ دی۔

مولانا اسعد مدنیؒ نے مولانا عبدالحقؒ سے دستار بندی کرائی

ان کے بعد خلف الرشید حضرت مدنیؒ مولانا اسعد مدنی کی دستار بندی کا اعلان ہوا مگر مولانا اسعد مدنی نے مائیک پر آتے ہی اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

> ''یہاں سب اکابر علم و فضل ہیں مگر اس وقت میرے دو اساتذہ موجود ہیں جن میں سے ایک شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب ہیں۔میری دلی خواہش ہے کہ ان حضرات سے میری دستار بندی کرائی جائے۔اس وقت حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب سٹیج کے شمالی کونے میں پہلی صف میں صوفے پر تشریف فرما تھے۔حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب ان کے پاس آئے اور انہیں

سہارا دیتے ہوئے مائیک تک لے آئے۔ یہ عجیب منظر فرحت انگیز اور رقت آمیز تھا۔ مخدوم زادۂ عالم اور ہندوستانی مسلمانوں کے زعم کی اپنے استاذ سے متواضعانہ اور مخلصانہ عقیدت قابل دید تھی۔ اس کے بعد حضرت شیخ مدظلہ اور دیگر اکابر اور قاری محمد طیب صاحب نے مولانا اسعد مدنی کی دستار بندی فرمائی۔

اس وقت میرے دو اساتذہ یعنی مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک اور ایک دوسرے بزرگ کا نام لیا جو میں نے نہیں سنا موجود ہیں لہٰذا اساتذہ میری دستار بندی فرمادیں گے۔ چنانچہ حضرت مولانا اسعد مدنی والد صاحب کو مائیک کے قریب لے جانے کیلئے جہاں ہم بیٹھے تھے تشریف لے آئے۔ بندہ وحضرت مولانا اسعد مدنی نے حضرت والد صاحب کو سہارا دے کر کرسی صدارت اور مائیک کے قریب لے گئے۔ جہاں حضرت قاری صاحب اور والد صاحب دونوں آپس میں بغلگیر ہوئے۔حضرت والد صاحب اور دوسرے بزرگ جن کا نام مولانا اسعد مدنی نے لیا تھا (مگر مجھے یاد نہیں رہا) نے کی۔

ان کے بعد حضرت تھانوی کے خلیفہ اکبر اور ایک عظیم روحانی ہستی حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب کی دستار بندی کی گئی۔ پھر حضرت قاری صاحب نے مائیک پر آکر حضرت والد صاحب کو دستار فضیلت دینے کا اعلان کرتے ہوئے بطور تعارف فرمایا کہ حضرت مولانا دارالعلوم کے قدیم فضلاء میں سے ہیں اور فراغت کے بعد کافی عرصہ اسی دارالعلوم میں تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے مگر تقسیم کے بعد بادل ناخواستہ حضرت مولانا کو یہ سلسلہ ترک کرنا پڑا۔ اور اب پاکستان میں ''اکوڑہ خٹک'' کے مقام پر ایک عظیم ادارہ'' جامعہ حقانیہ'' ان ہی کا قائم کردہ ہے۔ اور حضرت مولانا خود اپنے ادارہ میں اب تک کئی ہزار فضلاء کو دستار فضیلت عنایت کر چکے ہیں۔''

رپورٹ :مولانا سعید الحق جدون

فرانس میں صداراتی طور پر گستاخانہ خاکوں کی اشاعت پر
شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کا
سالانہ ختم نبوت اجتماع صوابی میں خصوصی خطاب

عقیدہ ختم نبوت دین اور ناموس رسالت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس عقیدے کی حفاظت ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔قرونِ اولی سے عہد حاضر تک پوری امت مسلمہ کا اجماع چلا آرہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کفر ہے۔ اس عقیدے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس عقیدے کی تحفظ کے لئے بے مثال قربانیاں دی ہیں ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین و تبع تابعین نے عقیدہ ختم نبوت کی تحفظ کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں۔

تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے لئے جو تنظیمیں کام کررہی ہیں ان میں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک روشن ستارے کی مانند ہے جس کا جال پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ پاکستان کے کونے کونے میں عالمی مجلسِ تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں سے اللہ تعالی عقیدہ ختم نبوت کی تحفظ کی خدمت لے رہے ہیں۔ علاقائی ،ضلعی اور صوبے و مرکز کی سطح تک اس تنظیم میں اللہ تعالی مختلف شخصیات سے خدمات لے رہے ہیں۔اس میدان میں سرزمینِ صوابی بھی بڑی زرخیز ہے یہاں پر ختم نبوت کے لئے پیرِ طریقت مولانا اعزازالحق شاہ منصوری کی زیرِ سرپرستی کام ہورہا ہے۔

ضلع صوابی میں ہر سال پیر طریقت مولانا اعزاز الحق کی زیرِ سرپرستی میں صوابی کے علمی اور تاریخی قصبہ شاہ منصور میں ختم نبوت اجتماع منعقد کیا جاتا ہے۔ امسال بھی ۷/اور ۸/نومبر ۲۰۲۰ کو ختم نبوت کا یہ اجتماع منعقد ہوا جو انتہائی حسنِ ترتیب کے ساتھ اختتام پذیر ہوا اور اس میں لاکھوں عاشقان رسول نے شرکت کی۔اجتماع ۷نومبر کو بروز ہفتہ۲ بجے شروع ہوا۔

خطاب شیخ الحدیث مولانا انوارالحق صاحب

شیخ الحدیث مولانا انوارالحق صاحب، مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک و نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے فرمایا کہ اگر مجھے ختم نبوت کے کسی جلسے کی دعوت دے دی جائے اور میں جانے کی سکت نہیں رکھتا ہوں تو مجھے چارپائی پر لے جایا جائے تاکہ میں اس میں شرکت کرسکوں ۔انھوں نے فرمایا کہ صوابی کے علما متحد ہیں اس لئے وہ اس طرح اجتماعات کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں ۔صوابی کے لوگ دین دار اور عقیدہ ختم نبوت سے مثالی محبّ کرنے والے ہیں اس طرح کی اجتماعات اور عوامی جذبات کو دیکھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس قانون میں کوئی بھی ترمیم نہیں کرسکتا ہے،واضح رہے کہ یہ ختم نبوت اور گستاخ رسول کا جو قانون موجود ہے اس کیلئے ہمارے اکابر نے بڑی قربانیاں دی ہیں ۔۱۹۷۴ء میں مفتی محمودؒ،مولانا غلام غوث ہزارویؒ،مولانا صدر الشہیدؒ،شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ،سمیت کئی علمائے نے بھرپور کردار ادا کرتے ہوئے قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا۔میرے بھائی مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے ان حضرات کو مواد فراہم کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔آج ایک بار پھر یہی لوگ ٹرمپ اور اقوام متحدہ کے پاس جاکر شکایات کا انبار پاکستان پر لگاتے ہیں لیکن جب علمائے کی یہ محنت موجود ہوتو اس طرح کے شکایات سے قادیانیوں کا مقصود ان شا اللہ پورا نہیں ہوسکے گا ۔آخر میں انھوں نے فرانس کے معاملے میں عرب امارات کا فرانس کے ساتھ دینے پر سخت غم اور غصے کا اظہار کیا۔انہوں نے فرمایا کہ فرانس نے گستاخانہ خاکوں کی وجہ سے عالم اسلام کے جذبات کو ابھارا ہے اس لئے ان کا بھرپور مقابلہ کرکے فرانس کے مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔

مولانا فضل علی حقانی ،مفتی شہاب الدین پوپلزئی ،مفتی غنی الرحمان ،مولانا مختیار علی ،مولانا رسال محمد ،شیخ الحدیث مولانا سعید الحق ،مولانا اسد اللہ مظہری ،مولانا قاری اکرام الحق ،مفتی نصیر محمد شیخ الحدیث مولانا یوسف شاہ صاحب ،مولانا ناصرالدین خاکوانی ،شیخ القرآن مولانا نورالہادی ،مولانا عزیز الرحمان ثانی ،مولانا عطاالحق درویش ،پیر مولانا حزب اللہ جان ،مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کے فرزند خواجہ عزیز احمد ،مولانا خواجہ حسین احمد ،مفتی محمد راشد مدنی صاحبان،آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کے امیر مولانا اعزاز الحق صاحب کی رقت آمیز دعا سے یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء لکھنو

مولانا سمیع الحق شہیدؒ

عظیم القدر دینی وملی شخصیت

یہ برصغیر جو پاکستان اور ہندوستان پر مشتمل ہے، پہلے ایک تھااوراس کے مختلف حصوں کی عظیم شخصیتیں برصغیر کی عظیم شخصیتیں سمجھی جاتی تھیں اوران سے رہنمائی ملتی تھی اور مختلف طریقہ سے ملکی آزادی کے لیے کوشاں بھی تھیں، خاص طور پر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اوران کے تلامذہ ومسترشدین خصوصاً مولانا سمیع الحق حقانیؒ (اکوڑہ خٹک) پیش پیش تھے۔ تقسیم ملک کے بعد دونوں ملکوں کے مرکزِعمل الگ ہوگئے، لیکن مولانا عبدالحق حقانی کا ہندوستان کے علماء ومشائخ اوراس کے مرکز اسلامی دارالعلوم دیوبند سے گہرا تعلق رہا اوراس کے طرز پر'' اکوڑہ خٹک'' میں ''دارالعلوم حقانیہ'' کی بنیاد ڈالی اوراس کوترقی دے کر پاکستان کا بڑا دارالعلوم بنا دیا، جو پشاور کے حدود میں ہونے کی وجہ سے پاکستان کے طالبان علم ودین کا مرکز بنا۔ ان کو امیر المومنین سیداحمد شہید رحمہ اللہ علیہ سے بھی بڑی عقیدت ومحبت تھی کہ برصغیر میں انگریزی استعمار کے خلاف اولین کوشش کا آغاز جس تحریک نے کیا وہ حضرت سیداحمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک تھی۔ ان کا اوران کی جماعت کا قیام اکوڑہ خٹک میں بھی رہا تھا اوران کی جماعت کے متعدد افراد نے وہاں شہادت بھی پائی تھی۔

مولانا سمیع الحق حقانی شہید رحمہ اللہ علیہ ایک جلیل القدر دینی وملی شخصیت حضرت مولانا عبد الحق صاحب کے صاحبزادہ اور جانشین تھے اور''دارالعلوم حقانیہ'' کے ان کے بعد سرپرست وذمہ دار تھے۔ انہوں نے تعلیم وتدریس اور تربیت واصلاح کے عمل کے ذریعہ بھی خدمت کی، یہ تعلیم وتربیت قوموں کے جاننے کا بڑا ذریعہ ہے اوراسے علوم کی ترقی وکامیابی کا ذریعہ کہتے ہیں، جیسا کہ ہمارے اس ملک میں بھی مدارس اور جامعات اوران کے سربراہوں کی کوششوں سے دین کی اشاعت ہورہی ہے اوراس کوترقی مل رہی ہے، پاکستان میں بھی مدارس اور جامعات کے قیام سے دین اورعلم دین کو ترقی دینے والے افراد پیدا ہوئے۔ ان میں مولانا سمیع الحق حقانیؒ کا نام امتیازی حیثیت رکھتا ہے جو اپنی زندگی ملی کارگزاری میں صرف کرکے سیادت کے مقام کو پہنچے، لیکن انہوں نے اپنی تعلیمی اور دینی کوشش سے موجودہ اورآنے والی نسلوں کے لیے اچھی مثال پیش کی، اللہ تعالی ان کے درجات بلند

فرمائے اور انکی قربانیوں کو قبولیت عطاء فرمائے۔انکے دوسرے ملک میں ہونے کی وجہ سے ملاقات کا موقع نہیں ملتا تھا، اس لیے ان کے مجلّہ اور دارالعلوم حقانیہ کے ترجمان ''الحق'' کے ذریعہ ملاقات ہوتی تھی جس میں ہمارے ندوہ کے متعلقین وفرزندوں کے مضامین اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے مضامین ومقالات شائع کرنے کا اہتمام کرتے تھے اور یہ مجلّہ برصغیر کے اہم اور وقیع مجلّات میں سے ایک ہے، جسے اب ان کے صاحبزادہ مولانا راشد الحق سمیع حقانی صاحب نکال رہے ہیں۔

۱۹۹۷ء میں لاہور پاکستان میں رابطہ ادب اسلامی عالمی نے حرمین شریفین کے سفرناموں سے متعلق ایک عظیم کانفرنس کا انعقاد کیا اور اس میں پاکستان کے صدر فاروق احمد لغاری نے بھی شرکت کی تھی، کراچی، پشاور، لاہور اور دوسرے مقامات سے اہل قلم واہل علم بڑی تعداد میں شریک ہوئے تھے، اس میں ہمارے ہندوستان کا بھی ایک موقر وفد تھا جس میں دینی مدارس کے فضلاء واہل علم وقلم اور مصنفین کے علاوہ جامعات ویونیورسٹیوں اور علمی وتحقیقی اداروں کی شخصیتیں بھی تھیں، دارالعلوم حقانیہ (اکوڑہ خٹک، نوشہرہ) کا بھی وفد مولانا سمیع الحق حقانی کی سرپرستی میں آیا تھا اور بڑے تعلق اور عقیدت کے ساتھ حضرت سید احمد شہیدؒ کے خاندان کے افراد اور ندوۃ العلماء اور اس کے لوگوں سے ملاقات کی اور اکوڑہ خٹک آنے کی دعوت دی جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی صحت کی کمزوری کے باعث قبول نہ کی جا سکی۔ جب ماہنامہ ''الحق'' میں ان کے صاحبزادہ مولانا راشد الحق حقانی نے ان جذبات وعقیدت کو موثر انداز میں میں تحریر کیا، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے بھی ملاحظہ فرمایا تھا اور خوشی کا اظہار کیا تھا۔

ماہنامہ ''الحق'' حضرت مولانا سمیع الحق حقانیؒ کے متعلق اور پھر اکیسویں صدی کے چیلنجز کے متعلق اہم اور وقیع اشاعت سامنے لا چکا ہے اور یہ مجلّہ دعوتی، فکری، علمی، تحقیقی واصلاحی مضامین ومقالات اور نئے حالات میں رہنمائی کرنے والی نگارشات پیش کرنے میں اچھی شہرت رکھتا ہے۔ اب وہ ''شہید ناموس رسالتؐ مولانا سمیع الحق شہیدؒ نمبر'' سامنے لا رہا ہے، جس پر ہم اس کے فاضل مدیر مولانا راشد الحق سمیع حقانی اور ادارہ کے لوگوں کو تہنیت پیش کرتے ہیں اور اس کے زیادہ سے زیادہ نافع ہونے کی دعا کرتے ہیں کہ حضرت مولانا سمیع الحق حقانیؒ کا یہ حق بھی ہے، اور ادارہ ومجلّہ کا بھی حق ہے کہ وہ عظیم مجاہد، سیاسی رہنما، محدث، مفسر، ادیب، مصنف اور محقق ہونے کیساتھ دارالعلوم حقانیہ کے اعلی ذمہ دار اور ماہنامہ الحق کے مدیر اعلی وسرپرست اور جمعیہ علمائے اسلام کے رکن اور سینیٹ کے بھی رکن رہے تھے، اور ایک صحافی کے طور پر بھی شہرت ملی تھی۔اللہ تعالی ملت اسلامیہ کو ان کا نعم البدل عطاء فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے، آمین۔

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

مدیر دوماہی "زمزم جدید" حیدرآباد، انڈیا

فتوے کی شرعی حیثیت

فتوے کا انسانی زندگی اور اسلامی معاشرے سے گہرا ربط وتعلق ہے،فقہ وفتاویٰ میں حیات انسانی کے شب وروز اور دینی ودنیوی معاملات کے حوالے سے نہ صرف کامل رہبری ورہنمائی ملتی ہے بلکہ اس سے سماج کو حرکت وحرارت بھی نصیب ہوتی ہے،انہی فتاوی کے ذریعہ کہنہ مشق ونبض شناس مفتیان کرام ملت کو درپیش مسائل کا مناسب حل بتاتے ہیں اور تشنہ لب سائلین کو آب زلال فراہم کرتے ہیں مگر یہ نہایت افسوناک صورت حال ہے کہ آج امت مسلمہ میں اس مہتم بالشان، ناگزیر اور نازک ترین دینی شعبہ کے حوالے سے یہ کہہ کر گمراہی پھیلانے کی ناپاک سازشیں عروج پر ہیں کہ اسلام میں فتویٰ کی کوئی حیثیت نہیں ،یہ فلاں ادارے کی ذاتی رائے ہے،اس پر عمل کرنا ہر ایک کیلئے لازم نہیں ہے۔بعض سہولت پسند حلقوں کی جانب سے امت کو یہ پیغام دینے کی کوشش ہورہی ہے کہ فتویٰ قرآن وحدیث سے ہٹ کر کوئی الگ چیز ہے،جو واجب العمل نہیں ،مزید یہ کہ فتویٰ مفتی کی اپنی نجی رائے ہے جسکو درخور اعتناء سمجھنے کی ضرورت نہیں،آج ایک طرف اسلام مخالف طاقتیں سازشی میڈیا کے ذریعہ بہت سے فتاویٰ کولیکر شور وغوغا کررہی ہیں تو دوسری طرف نادان دوستوں کی بھی ایک مختصر جماعت ہے جو فتاویٰ کے اعتبار واستناد کو مجروح کرنے کی سعی نامشکور میں لگی ہوئی ہے۔اسلام ایک آفاقی دین اور شریعت محمدیہ ایک دائمی دستور ہے جو دور حاضر تو کیا رہتی دنیا تک نہیں بدلا جاسکتا، دور جدید کے اہم تقاضوں کے عنوان سے یا نت نئی تحقیقات کا خوش نما لیبل لگاکر بنیادی مسائل اور فتاویٰ میں تبدیلی نہیں لائی جاسکتی،عہد حاضر ہو یا مستقبل بعید اسلام کے بنیادی مسائل میں ترمیم کی مطلق گنجائش نہیں، جولوگ جدید دور کے حوالے سے اسلامی احکامات کو بدلنے کی بات کرتے ہیں وہ اسلام کی ابدیت اور اس کی حقانیت سے ناواقف ہیں یا پھر دین بیزار اور مذہب مخالف ہیں مختصر یہ کہ کچھ لوگ دین کے اس اہم ستون کو جس کی بنیاد خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی منہدم کرنے اور امت مسلمہ کے قلب ودماغ سے اسکی عظمت ووقعت کو نکالنے کی ناکام کوشش کررہے ہیں۔

فتویٰ اور سوشل میڈیا

یہ حقیقت ہے کہ ہر ایجاد اپنے ساتھ کچھ فوائد اور کچھ مضرات لاتی ہے۔انٹرنیٹ بالخصوص سوشل میڈیا کی ایجاد نے جہاں گلوبل ولیج بنانے،ابلاغ وترسیل کو آسان کرنے اور انسانوں کو ایک دوسرے سے

مربوط رکھنے میں کلیدی رول ادا کیا ہے، وہیں بے محل اظہار خیال کی آزادی، انتشار وفتنہ پردازی وغیرہ میں بھی وافر حصہ ڈالا ہے۔اسی کا نتیجہ ہے کہ کسی بھی ادارے سے جاری ہونے والے فتوے کے من مانی مطالب اخذ کیے جاتے ہیں، اسے کالعدم بتلاکر عوام کو تشویش میں مبتلا کیا جاتا ہے اور پرسکون ماحول کو پراگندہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔صحابہ کرامؓ کے حوالے سے سوشل میڈیا پر دارالعلوم دیوبند کے فتاوی کو لے کر جاری بحث ومباحثے کے تعلق سے وضاحت کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی (مہتمم دارالعلوم دیوبند) نے کہا: دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کا معمول یہ ہے کہ وہ ازخود کوئی فتویٰ جاری نہیں کرتا جو لوگ اپنے کسی عمل کے بارے میں شرعی حکم یا مسئلہ جاننا چاہتے ہیں وہ ایک سوال نامہ (استفتاء) مفتیانِ کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں اسکے بعد شریعت اسلامی کی روشنی میں مفتیانِ کرام اس کا جواب دیتے ہیں، اسی جواب کا نام عرف عام میں فتویٰ ہے۔فتویٰ بھی ہر عالم نہیں دے سکتا، اس کیلئے مشاق مفتی ہونا ضروری ہے، البتہ حاصل کئے گئے فتوے پر عمل کرنا یا نہ کرنا انسان کے ایمانی جذبے اور دینی غیرت وحمیت پر انحصار کرتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ ہر مومن شریعت اسلامی کے مطابق زندگی گذارے اور بہتر سے بہتر سامانِ آخرت تیار کرے، لیکن اگر کوئی اپنی مرضی سے فتوے پر عمل نہ کرنا چاہے تو دنیوی دستور کے اعتبار سے وہ آزاد ہے، فتویٰ نافذ کرنے کے سلسلے میں دارالعلوم دیوبند کے پاس کوئی قوتِ نافذہ نہیں ہے، دارالافتاء کا کام محض شرعی مسئلہ بتادینا ہے عمل کرنا یا نہ کرنا مستفتی کی مرضی پر موقوف ہے، جیسے فتویٰ دیا جاتا ہے کہ شراب، جوا، سودخوری، چوری، زنا وغیرہ حرام ہیں، اس کے باوجود بہت سے مسلمان ان گناہوں میں ملوث رہتے ہیں، شریعت سے کوئی انحراف کرتا ہے تو بلاشبہ یہ اس کا اپنا ذاتی عمل ہے۔

افتاء کسے کہتے ہیں؟

افتاء کے لغوی معنی کسی امر کو واضح کرنے کے ہیں، ڈاکٹر شیخ حسین ملاح نے فتویٰ کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں کی ہے پیش آمدہ واقعات کے بارے میں دریافت کرنے والے کو دلیل شرعی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں خبر دینا۔(کتاب الفتاوی) قرآن مجید میں افتاء اور استفتاء کے الفاظ مجموعی طور پر گیارہ جگہ استعمال ہوئے ہیں اور ذخیرہ احادیث میں تو یہ لفظ متعدد جگہ آیا ہے، تمام مصنفین نے فتوی کو شریعت کا حکم قرار دیا ہے۔افتاء کی ذمہ داری بہت ہی نازک ذمہ داری ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فتویٰ کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ (النساء:۱۷۶) گویا اللہ تعالیٰ کی ذات خود مفتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے منشاء کی تشریح وتوضیح اپنے نبی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے فرمائی۔افتاء کا منصب علمی سلسلوں

میں سب سے زیادہ مشکل، دقیق اور اہم ترین سمجھا گیا ہے، فقہ کی لاکھوں متماثل جزئیات اور ان کے متعلقہ احکام میں تھوڑے تھوڑے فرق سے حکم کا تفاوت محسوس کرنا عمیق علم کو متقاضی ہے جو ہر عالم بلکہ ہر مدرس کے بھی بس کی بات نہیں، جب تک فقہ سے کامل مناسبت، ذہن وذکا میں خاص قسم کی صلاحیت اور قلب میں مادۂ تفقہ نہ ہو، اس لیے مدارس دینیہ میں افتاء کیلئے شخصیت کا انتخاب نہایت پیچیدہ مسئلہ سمجھا گیا ہے، جو کافی غور وفکر اور سوچ وبچار کے بعد ہی حل ہوتا ہے اور پھر بھی تجربات کا محتاج رہتا ہے۔

فتویٰ ارتقاء کے مختلف منازل میں

دورِ رسالت مآب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود مفتی الثقلین اور منصب افتاء پر فائز تھے، آپ وحی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتویٰ دیا کرتے تھے۔ آپ کے فتاویٰ (احادیث) کا مجموعہ، شریعتِ اسلامیہ کا دوسرا بڑا ماخذ ہے، ہر مسلمان کے لیے اس پر عمل ضروری ہے اور اس سے سر مو انحراف کی اجازت نہیں۔ آپ نے فتاویٰ کے ذریعہ عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات وآداب وغیرہ میں رہنمائی کی ہے جو رہتی دنیا تک انسانیت کے لیے مشعلِ راہ اور خضرِ طریق ہے۔ آپ کے عہدِ مسعود میں کوئی دوسرا فتویٰ دینے والا نہیں تھا البتہ آپ کبھی کبھی کسی صحابی کو کسی دور دراز علاقہ میں مفتی بنا کر بھیجتے تو وہ منصب افتاء وقضاء پر فائز ہوتے اور لوگوں کی رہنمائی کرتے، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کو آپ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا اور انھیں قرآن وحدیث اور قیاس واجتہاد کے ذریعہ فتویٰ دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ کے بعد فتویٰ کی ذمہ داری کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے سنبھالا اور احسن طریقے سے انجام دیا۔ حضرات صحابہ کرامؓ میں جو فتویٰ دیا کرتے تھے، ان کی مجموعی تعداد ایک سوتیس سے بھی زائد ہے، جن میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی، البتہ زیادہ فتویٰ دینے والے سات صحابہ تھے: حضرت عمر فاروق، حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یہ وہ حضرات ہیں جو اجتہاد واستنباط میں معروف تھے، جنہیں فقہ ونظر میں بلند مقام حاصل تھا جیسا کہ مورخ ابن سعدؒ نے الطبقات الکبریٰ میں ایک مستقل باب ذکر من کان یفتی بالمدینہ و یقتدی بہ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم فرمایا، جس میں مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم کو نام بہ نام گنوایا۔ اسی طرح خلفائے راشدین میں حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت علیؓ سے بھی بکثرت فتاوی مروی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حجۃ اللہ البالغہ میں رقم طراز ہیں: فصارت قضایاہ و فتاواہ متبع فی مشارق الارض و مغاربھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے فیصلوں اور فتووں کی اسلامی قلمرو کے مشرق ومغرب میں ہر طرف پیروی کی جاتی تھی۔ اس کے بعد تعلیم وتربیت اور فقہ وفتوی کا سلسلہ حضرات صحابہ کے شاگردوں نے سنبھالا اور دل وجان سے اس کی حفاظت کر کے اگلی نسلوں تک

منتقل کیا۔ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں متعدد فتوحات ہوئیں، اسی وجہ سے وہ دور دراز علاقوں میں پھیل گئے؛ چنانچہ ہر جگہ ان کے شاگرد تیار ہوئے۔ دوسری صدی ہجری فقہ وفتاوی اور اجتہاد واستنباط کے لحاظ سے سب سے زریں دور کہلانے کی مستحق ہے، جس میں ایسے ائمہ مجتہدین پیدا ہوئے جنھوں نے فقہ وفتاوی کا نہایت ہی نمایاں کارنامہ انجام دیا اور ایک بڑے گروہ نے ان کی اتباع و پیروی اور اقتدا وتقلید کا راستہ اختیار کیا، انھیں میں امام ابوحنیفہ، امام مالک امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اہل سنت کے چاروں ائمہ مجتہدین ہیں جن کی فقہ کو امت کے سواد اعظم نے اپنی چشم محبت کا سرمہ بنایا، پھر امام اہل شام امام عبد الرحمن اوزاعیؒ اور امام اہل مصر امام لیث بن سعدؒ، محمد بن عبدالرحمن ابن ابی لیلیؒ قاضی کوفہ اور فقیہ سفیان ثوریؒ وغیرہ بھی اسی دور کے فقہاء اور ارباب افتاء میں سے ہیں، ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کے زوال اور برطانوی آبادکاروں کے تسلط کے بعد فتویٰ کا کام دینی مدارس کی طرف منتقل ہوگیا اور اب یہ کام دینی مدارس کے ذریعہ ہی انجام پا رہا ہے۔ دینی مدارس نے فقہ وفتویٰ کی اس عظیم ذمہ داری کو نہایت احسن طریقے سے انجام دیا، خاص کر دارالعلوم دیوبند کا دارالافتاء اپنی قدامت، تسلسل، علمی وتحقیقی ذوق اور مرجعیت کے اعتبار سے ملک کا سب سے ممتاز دارالافتاء شمار کیا جاتا ہے اور یہاں سے جتنی بڑی تعداد میں فتاویٰ صادر ہوئے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں اس کی شاید ہی کوئی نظیر ہو۔

موجودہ دور میں فتوے کی ضرورت

موجودہ دور میں فتوی کی معنویت وافادیت اور اس کی اہمیت وضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے، گلوبلائزیشن اور جدید انکشافات کے اس دور میں تجارت و ملازمت اور صنعت وحرفت کی نئی نئی شکلوں نے جنم لیا ہے، میڈیکل سائنس کی حیران کن تحقیقات نے علاج ومعالجہ اور تحفظِ انسانیت کے لیے نئی نئی ایجادات پیش کی ہیں، انسان سیاروں پر اپنی آبادی بسانے لگا ہے، پھر آئے دن نت نئے فتنوں کی بہتات اور اہل حق سے منحرف فرقوں کی دسیسہ کاریوں نے امت کو منتشر ومشوش کردیا ہے۔ اس صورت حال میں فقہ وفتاوی ایسی لابدی ضرورت ہے؛ جس سے کوئی مفر نہیں، ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان بھی کہے، یعنی وہ ایک مکمل نظامِ حیات کا پابند بھی ہو اور اسے اپنی زندگی کے کسی مرحلے میں فتویٰ کی ضرورت پیش نہ آئے، ایسا ممکن ہی نہیں بلکہ عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق و اعمال میں سیکڑوں ایسے مواقع آتے ہیں، جہاں اسے فتویٰ کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے اور یقینی طور پر وہ فقہائے عظام اور مفتیانِ کرام کی رہبری کا محتاج ہوتا ہے، ہر شخص کو اپنی منہمک زندگی میں اس قدر مہلت کہاں کہ وہ یکسر قرآن وحدیث کا مطالعہ کرے اور وقت کے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرے۔ ایسے میں کسی تجربے کار مفتی اور ماہر علوم شریعت سے مسئلہ دریافت کرنا ایک ناگزیر امر ہے۔

مفتی ذاکر حسن نعمانی
استاذ حدیث وتخصص جامعہ عثمانیہ پشاور

وباء کی آزمائش اور شہادت

دنیا میں کوئی انسان بالکلیہ آزاد نہیں، اگر کوئی شرعی قوانین کی پابندی نہیں کرتا تو وہ بھی قدرتی اور تکوینی قوانین کا پابند ہے یعنی اللہ تعالی کی تقدیر سے ذرہ برابر اِدھر اُدھر نہیں ہوسکتا مثلاً آسمانی اور زمینی آفات، حادثات اور بیماریوں سے بھاگ نہیں سکتا، اس لیے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ تقدیر کا پابند ہے، البتہ اللہ تعالی نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت انسان کو عقل اور قدرے اختیار سے نوازا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو شرعی اختیاری قوانین پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا ہے، ان شرعی قوانین کی خلاف ورزی کو گناہ اور جرم کہتے ہیں۔ ان شرعی قوانین کی پابندیوں اور خلاف ورزیوں پر اللہ تعالی نے جزاوسزا کا نظام دنیا اور آخرت میں مقرر کیا ہے۔ اصل جزاوسزا تو آخرت میں ہوگی لیکن اس دنیا میں بھی جزاوسزا کا نظام موجود ہے۔ البتہ مومن اور کافر کی سزا میں فرق ہے، مومن کی سزا اس کی تطہیر اور صفائی کیلئے ہوتی ہے، دنیا میں گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں، اسی طرح آخرت میں بھی اس کی سزا تطہیر والی ہے، صفائی کے بعد جنت میں چلا جائے گا۔ جبکہ کافر کی سزا توہین کی ہے اس میں صفائی اور تطہیر نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں پڑا رہے گا، اسی طرح دنیا میں بھی اس کی سزا توہین کی ہے۔

قرآن مجید میں نافرمانوں اور ان کی سزاؤں کا تذکرہ ہے، ارشاد ہے :فلما آسفونا انتقمنا منهم جب انہوں نے ہم کو ناخوش کیا ہم نے ان سے بدلہ لیا، اسی طرح ارشاد ہے : لواستقامو ا على الطريقة لاستقينا هم ماء غدقا اگر وہ مستقیم رہتے راہ پر، البتہ پینے کو دیتے ہم ان کو پانی بکثرت وماكان الله ليظلمهم ولكن كانوا نفسهم يظلمون اللہ تعالی ایسے نہیں کہ ان پر ظلم کرتے لیکن وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ان الرجل ليحرم الرزق بالذنب يصيبه بے شک آدمی محروم ہوجاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔

امتحان اور آزمائش

اللہ تعالیٰ اوامر اور نواہی کے ذریعے بھی انسان کا امتحان لیتے ہیں اور کبھی غیر اختیاری آفات اور حادثات کے ذریعہ انسان کو آزماتے ہیں۔ ارشاد ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ (البقرۃ: ۱۵۵)

اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور (کبھی) خوف سے اور (کبھی) بھوک سے، (کبھی) جان و مال اور پھلوں میں کمی کر کے اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنا دو۔

اللہ تعالیٰ مختلف غیر اختیاری امور کے ذریعے ہمارا امتحان لیتے ہیں، مثلاً دشمن کا خوف، قحط، اموال کی ہلاکت، قتل نفس، امراض اور موت وغیرہ وغیرہ۔ ان بلاؤں اور وباؤں پر صبر کرنے والوں کو جنت کی بشارت ہے۔ اسی طرح محدثین نے فضل المصابین کے عنوان سے باب قائم کیا ہے، جس کا مطلب ہے، مصیبت زدوں کے فضائل۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کہ مسلمان مرد و عورت پر جان، مال اور اولاد کے متعلق تکالیف اور مصائب کا سلسلہ چلتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے جناب میں حاضر ہوتا ہے، تو (ان مصائب و بلیات کے بدلہ میں ساری خطائیں معاف ہو چکی ہوتی ہیں) اور کوئی خطا باقی نہیں رہتی ہے۔ (ترمذی)

بابا فرید الدین گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ'' جب کوئی مومن بیمار ہو تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بیماری اس کے لیے رحمت ہے جو گناہوں کو اس سے پاک کرتی ہے، اس لیے کوئی مصیبت خدا کی طرف سے آئے تو ہراساں نہیں ہونا چاہیے۔''

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ سے ایک شخص نے فرمایا کہ حضرت بیماری کی وجہ سے حرم کی نماز اور فضیلت سے محروم ہو گیا ہوں، حضرت حاجی صاحب نے فرمایا یہ شخص عارف نہیں۔ جس طرح اختیاری نیک اعمال سے انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، اسی طرح غیر اختیاری مصائب، آلام اور بیماریوں سے بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے آفات کے نزول کی دعا مانگی جائے۔ بلکہ عافیت کی دعا مانگنی چاہیے۔ اگر کوئی بلا اور وباء نازل ہو جائے تو پھر وباء و بلاء کے رفع (ختم) ہونے کے لیے

یہ دعا مانگی جائے ،اللھم ارفع عنا البلاء والوباء اورعلاج معالجہ اورصبر سے کام لینا چاہیے، جزع، فزع اورشکوہ شکایت صحیح نہیں ،اسکورضا بالقضاء کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا ایک پُرحکمت تکوینی نظام ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ ان آفات وبلیات کے نزول کے لیے سبب کبھی کوئی گناہ بن جاتا ہے، جس کی زد میں نیک اور بد دونوں آجاتے ہیں، پھر یہ بلا کسی کے لیے سزا اور کسی کے لیے رحمت بن جاتی ہے، کیونکہ کبھی وباء وبلاء عام ہوتی ہے،جس کی زد میں نیک وبدسب آجاتے ہیں۔ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:''کہ پانچ چیزیں ہیں کہ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ۔جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے تو وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے،اورایسی ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوں گے جوان کے بڑوں کے وقت میں نہیں ہوئیں۔''

الحاصل مسلمان پر جو بلائیں اوروبائیں نازل ہوتی ہیں ان کوعذاب نہیں کہنا چاہیے، اس لیے کہ مسلمان کی جب طاعون وغیرہ جیسی وباؤں سے موت واقع ہوتی ہے تو شہادت کادرجہ پاتا ہے، اگرمومنین کے حق میں ان آفات اوربلیات کوہم عذاب کانام دیں تو شہادت کادرجہ حاصل کرنے کا کیامطلب ہے؟ محدثین نے تو فضل المصابین کے عنوان سے باب قائم کیا ہے ،یعنی مصیبت زدوں کے فضائل۔مسلمانوں کے حق میں اگر آفات اوربلیات کوعذاب کہیں ،توفضائل کا کیا مطلب؟ امام ترمذیؒ نے باب قائم کیا ہے باب ماجاء فی ثواب المرض پھرحدیث ذکر کی ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ''جب بھی کسی مومن کوکوئی کانٹا چبھتا ہے یا اسے معمولی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کی وجہ سے اسکاایک درجہ بڑھاتے ہیں اوراسکی وجہ سے ایک گناہ مٹاتے ہیں۔

وبائی مرض سے مرنے والے شہید

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید پانچ ہیں:(۱) طاعون سے مرنے والا (۲) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا (۳) ڈوب کرمرنے والا (۴) دیوار کے نیچے دب کرمرنے والا (۵) پانی میں ڈوب کرمرنے والا

یہ پانچوں حکما شہید ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ماراجانے والاحقیقی شہید ہے۔

حکمی شہید

حکمی شہید وہ ہوتا ہے،جس پر دنیا میں شہادت کے احکامات (غسل کے بغیر انہی کپڑوں میں دفن کرنا، جنازہ پڑھنا ہے یانہیں اس میں اختلاف ہے) جاری نہیں ہوتے مگرآخرت میں ان کوشہید

کے زمرہ میں شامل کیا جائے گا۔

موجودہ وبائی مرض Covid-9 (عالمگیر وباء کورونا وائرس) ڈینگی وغیرہ بھی وبائیں ہیں۔ طاعون ایک خاص وباء ہے ،(بغل ، انگلیوں اور جوڑوں کے بیچ میں پھوڑے اور پھنسیوں کا نکلنا اور ان کے اردگرد جگہ کالی ہوجاتی ہے) ہروباء طاعون نہیں، طاعون کے فضائل تو مذکور ہیں لیکن دیگر وبائیں طاعون کے حکم میں داخل ہیں یانہیں ،ایک قول یہ ہے کہ ہروبائی مرض مثلاً کورونا وائرس، ڈینگی وغیرہ طاعون کے حکم میں ہیں،یعنی ان میں مرنے والا حکماً شہید ہوگا۔اور طاعون خاص وباء ہے اور دیگر وبائیں طاعون کے حکم میں داخل نہیں تو بھی ان وباؤں میں گناہ کا جھڑنا اور درجات کا بلند ہونا تو ضرور ثابت ہے، یہ احتمال بھی ہے کہ جن بیماریوں میں مرنے والے حکماً شہید ہوں، مثلاً پیٹ کی بیماری وغیرہ ان کا ذکر بطور مثال ہو، اصل کے لیے نہ ہو۔تو پھر ہرقسم کی وباؤں اور بیماریوں ان مذکورہ بیماریوں میں شامل کیا جاسکتا ہے، اوران میں مرنے والوں کوشہادت کا درجہ ملے گا، مثلاً فالج اور کینسر وغیرہ خطرناک اور جان لیوا امراض ہے ان میں مرنے والوں کوشہادت کا درجہ ان شاء اللہ ملے گا۔

ملک شام میں طاعون کی وباء

ملک شام میں طاعون کی وبا پھیلی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ طاعون تو عذاب ہے، لہٰذا تم لوگ اس سے بھاگ کر وادیوں اور گھاٹیوں میں چلے جاؤ، یہ بات جب حضرت شرحبیل بن حسنہ کو پہنچی تو انہیں غصہ آگیا اور فرمایا حضرت عمر بن العاص غلط کہتے ہیں، میں تو (شروع زمانہ میں مسلمان ہوکر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کر چکا تھا اوران دونوں حضرت عمرو بن العاصؓ تو اپنے گھر والوں کے اونٹ سے زیادہ گمراہ تھے (یعنی وہ کافر تھے) یہ طاعون تو تمہارے نبی کی دعا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی ہے، اے اللہ میری امت کو نیزوں کے ذریعے بھی اپنے راستے کی شہادت نصیب فرما اور طاعون کی ذریعہ بھی اور یہ امت محمد یہ کے مسلمانوں کے لیے تمہارے رب کی نعمت ہے یعنی طاعون میں مرنے والے شہید ہوں گے۔ مطلب یہ ہے کہ جب بھی جہاد اور طاعون میں کوئی مرجائے تو وہ شہید ہوگا۔اس لیے فقہاء فرماتے ہیں، جہاد اور طاعون سے بھاگنا حرام ہے اور یہ بھی فرمایا کہ تم سے پہلے جولوگ نیک تھے یہ ان کی وفات کا ذریعہ ہے، یہ بات جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا اے اللہ اس طاعون کی بیماری میں سے معاذ کی اولاد کو وافر حصہ نصیب فرما، چنانچہ ان کی دو بیٹیاں اس بیماری میں انتقال کرگئیں اوران کے بیٹے عبدالرحمٰن کو بھی طاعون ہوگیا،حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ہتھیلی کی پشت پر

طاعون کا دانہ نکل آیا تو فرمانے لگے یہ دانہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اورنزع کی ایسی کیفیت ان کی ہوئی کہ کسی کو نہ ہوئی ہوگی، جب بھی موت کی سختی سے ان کو افاقہ ہوتا تو آنکھ کھول کر کہتے ، اے میرے رب تو میرا جتنا گلا گھونٹنا چاہتا ہے، گھونٹ لے، تیری عزت کی قسم تو جانتا ہے کہ میرا دل تجھ سے بہت محبت کرتا ہے۔ (بحوالہ حضرت معاذ بن جبل کے سو قصے، حیاۃ الصحابہ)

اس کو کہتے ہیں کہ ضرب الحبیب زبیب، محبوب کی ضرب میٹھی ہوتی ہے۔ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ سے عشق کے درجہ میں محبت تھی بلکہ اشد حب للہ تھے، ان کو صبر اور رضا بالقضاء کا مقام اور مرتبہ بھی حاصل تھا۔ ہم جیسے عام اور کمزور مسلمانوں کو عافیت کی دعا مانگنی چاہیے ، مصائب کے امتحان میں کامیاب ہونے کا حوصلہ ہر ایک میں نہیں ہوتا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ ملک شام میں طاعون کی وباء پھیلی تو عمرو بن العاص نے فرمایا کہ یہ طاعون تو عذاب ہے لہٰذا تم لوگ اس سے بھاگ کر وادیوں اور گھاٹیوں میں چلے جاؤ، یہ بات جب حضرت شرحبیل بن حسنہ کو پہنچی تو انہیں غصہ آگیا، اور فرمایا کہ عمرو بن العاص غلط کہتے ہیں، فرمایا کہ یہ طاعون تو تمہارے نبی کی دعا ہے، آپ کا ارشاد ہے کہ اللھم اجعل فناء امتی بالطعن والطعون، اے اللہ! میری امت کی فنا نیزہ (جہاد) اور طاعون سے کردے۔ یہ دراصل امت کے لیے اعلیٰ درجہ کی شہادت کی دعا ہے (صحیح بخاری، کتاب الطب)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان ہے کہ

انہ (الطاعون) کان عذابا یبعثہ اللہ علی من یشاء فجعلہ اللہ رحمۃ للمؤمنین فلیس من عبد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ صابرا یعلم انہ لن یصیبہ الا ماکتبہ اللہ لہ الا کان لہ مثل اجر الشھید

طاعون عذاب تھا، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کی طرف بھیج دیتے، اللہ تعالیٰ نے مومنین کے لیے طاعون کو رحمت بنادیا، طاعون میں مبتلا اس شہر میں اس نیت سے صابر بن کر رہے کہ مقدر پہنچ کر رہے گا، تو اس کے لیے شہید کا اجر ملے گا۔

طاعون تو ایک خاص قسم کی وباء ہے اس کے علاوہ بھی وبائیں بہت ہیں ، اگر دیگر بلاؤں کو بھی طاعون کے حکم میں داخل کیا جائے ، تو ہر بلاء میں مرنے والے کو شہید کا اجر ملے گا۔ اگر چہ فاسق مومن ہو۔ اگر شہادت کی فضیلت صرف طاعون کے لیے ہے تو پھر بھی ہر وباء اور بیماری کی یہ فضیلت

موجود ہے کہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں یعنی جھڑ جاتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔

اشکال

جب طاعون مسلمانوں کے لیے رحمت اور شہادت ہے اس میں مبتلاء شفا کی دعا کیوں مانگتا ہے، اور غیر مبتلا پناہ کیوں مانگتا ہے۔

باب الدعا برفع الوباء ،والوجع ای برفع المرض عمن نزل به سواء كان عاما اوخاصاء لقوله عليه السلام وانقل حماها الى حجفه آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی اے اللہ بیماری کو مدینہ سے جحفہ کی طرف منتقل کردے (صحیح بخاری، کتاب الدعوات)

فتح الباری میں ہے کہ وينبغي للمرأ ان يرغب الى ربه فى رفع مانزل ورفع مالم ينزل ويستمر الافتقار الى ربه فى جميع ذالك یعنی مناسب یہ ہے نازل شدہ بلا اور غیر نازل شدہ بلا بیماری کے رفع کے لیے دعا مانگی جائے۔ تمام بلاؤں اور بیماریوں میں اللہ تعالی کی طرف محتاج رہنا چاہیے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالی جواب دیتے ہیں باوجودیکہ مطلق امراض وبلیات کا موجب رحمت ہونا احادیث میں آیا ہے، پھر بھی ان کے لیے دعا وتعوذ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً وفعلاً ثابت ہے۔ اور راز اس میں یہ ہے کہ بحیثیت مصیبت فی الحال ہونے کے دعا ودواء کی اجازت ہے۔ اور بحیثیت رحمت فی المال ہونے کے صبر، رضا اور تسلیم کا امر ہے۔ فلامنافاة اور جس نے منع کیا ہے اس کی غلطی ہے۔ (بوادرالنوادر)

یعنی ایک آفت، مصیبت اور وباء وغیرہ ہے، ایک اس کا انجام ہے، فی نفسہ آفت اور مرض نا قابل برداشت اور تکلیف دہ ہے۔ تو علاج اور دفع کے لیے دعا جائز ہے۔ اسی طرح مستقبل میں نازل ہونے والی بلا ومرض سے عافیت کی دعا جائز ہے۔ البتہ انجام اور نتیجہ کے اعتبار سے اس میں مومن کے لیے بہتری ہے تو صبر، رضا اور تسلیم ہے۔ اسی طرح انجام کے لحاظ سے رحمت ہے، تو اس کی تمنا بھی درست ہے۔ اس کی ایک نظیر شہادت ہے۔ حدیث میں ہے ،لاتمنوالقاء العدو دشمن کے مقابلہ کی آرزو نہ کرو حالانکہ شہادت کی تمنا حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود دعا مانگی ہے اللهم ارزقنى شهادة فى سبيلك اے اللہ اپنے راستے کی شہادت نصیب فرما۔

حالانکہ شہادت کا سبب نا قابل برداشت ہے، اور ایک تکلیف دہ عمل ہے۔ تو یہ دعا دراصل مرتبہ شہادت کے لیے ہوتی ہے، نہ اپنے آپ پر نزول بلاء کی۔ واللہ اعلم

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب وروز

دونومبر یوم شہادت حضرت مولانا سمیع الحق شہید کانفرنس

۲ نومبر بروز پیر جناح کنونشن ہال اسلام آباد میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی یاد میں ان کے علمی، دینی، ملی، سیاسی، مذہبی، جہادی اور پارلیمانی خدمات کوخراج تحسین پیش کرنے کیلئے ایک تعزیتی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں ملک بھر کے مذہبی وسیاسی رہنماؤں، علماء طلبا اورعوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی، کانفرنس حضرت مولانا انوارالحق صاحب کی زیرصدارت تھی، جس کے آخر میں آپ نے خصوصی خطاب ودعا فرمائی۔

مہتمم حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ کی مصروفیات واسفار

دسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مردان کے تحت دسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس مردان میں منعقد ہوا، جس میں حسب سابق حضرت مہتمم صاحب کانفرنس میں شرکت فرمائی اورختم نبوت پر خطاب فرمایااورکہا کہ میں ختم نبوت کا ادنیٰ سپاہی ہوں اس پیرانہ سالی میں بھی جہاں کہیں بھی ختم نبوت کا مسئلہ ہوگا میں ہرحالت میں حاضر رہوں گا۔

☆ جامعہ کا سہ ماہی امتحان ہوا جوامسال حالات کی وجہ سے صرف ایک دن میں لیا گیا، امتحان چار ہالوں میں منعقد تھا حضرت مہتمم صاحب نے تمام ہالوں کی نگرانی خودفرماتے رہے۔

☆ مدرسہ زبیریہ دیرکالونی پشاور حضرت مولانا رحیم اللہ حقانی صاحب کے ہاں عظیم سانحہ پیش آیا، حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم کے اساتذہ کرام اورنظماء کرام پر مشتمل وفد کے ہمراہ کوتشریف لے گئے اس موقع پر جامعہ کے استاد مولانا حافظ شوکت علی صاحب نے بھی خطاب کیا، آخر میں مہتمم صاحب نے سانحہ عظیمہ پر گفتگو فرمائی اورتمام شہداء کے لئے رفع درجات کی دعا فرمائی اور وارثین وانتظامیہ جامعہ زبیریہ کوصبر کی تلقین اورتعزیت فرمائی۔

☆ مولانا شجاع الملک کی زیرنگرانی ضلع مردان میں منعقدہ دسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس مردان تشریف لے گئے اورختم نبوت کے موضوع پر تفصیلی بیان فرمایا۔

☆ فرانس میں گستاخانہ خاکوں کے خلاف نوشہرہ میں ایک بڑی ریلی میں شرکت کی اور نوشہرہ بازار میں جلسہ سے خطاب فرمایا۔

☆ مولانا قاری شمس الرحمٰن کے مدرسہ جامعہ دارالہدیٰ ضلع نوشہرہ میں عالمی محفل حسن قرات میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے اور وہاں پر اختتامی دعا فرمائی۔

☆ جامعہ حقانیہ کے مایہ ناز فاضل مولانا عبدالبصیر کی پرزور دعوت پر شاہ کوٹ جلوزئی تشریف لے گئے جہاں حفاظ کی دستار بندی فرمائی اور عظمت قرآن پر مفصل خطاب فرمایا، بعد بعد مدرسہ علوم القرآن کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ جلوزئی اور گردونواح کے سینکڑوں فضلاء کرام بھی اس موقع پر موجود تھے۔

☆ جامعہ عثمانیہ پشاور کے استاد مفتی سراج الحسن کے بھانجے کی تعزیت کیلئے تشریف لے گئے، ان سے تعزیت کی اور پسماندگان کو صبر جمیل کی تلقین فرمائی۔ ☆ رکن صوبائی اسمبلی جناب محمد ادریس خٹک کے صاحبزادے کے نکاح کیلئے تشریف لے گئے۔

جامعہ قاسم العلوم بہاولنگر فقیروالی کے مہتمم حضرت مولانا قاسم قاسمی مدظلہ اور انکے صاحبزادے مولانا مسعود قاسمی حضرت مہتمم صاحب کی ملاقات کیلئے جامعہ تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب کے درس ابوداؤد میں شرکت بھی فرمائی۔

خاندان حقانی کو صدمہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی نواسی اور جناب افسر بہادر خٹک، سابق پرنسپل حقانیہ تعلیم القرآن ہائی سکول کی اکلوتی جواں سال بیٹی محترمہ صائمہ ڈاکٹر محمد زاہد صاحب کی زوجہ گزشتہ دنوں ایک آپریشن کے دوران وفات پا گئیں، آپ انتہائی شریف النفس، باحیاء، سلیقہ مند اور متعدد دینی و تعلیمی خوبیوں کی صفات کی حامل خاتون تھیں، ان کی اچانک وفات سے سارے حقانی خاندان میں غم کی لہر دوڑ گئی، نماز جنازہ شیدو میں حضرت مہتمم صاحب نے ادا کیا، قارئین سے ان کی مغفرت کے لئے خصوصی دعاؤں کی اپیل ہے۔

مولانا اسامہ سمیع کی نانی جان کی وفات

محترم ہمایوں خان، ریاض خان، جمیل خان اور ناصر خان کی والدہ اور حضرت مولانا سمیع الحق شہید کی خوشدامن محترمہ ڈیڑھ دو ماہ کی علالت کے بعد بروز اتوار یکم نومبر ۲۰۲۰ کو مقامی ہسپتال میں شام چھ بجے رحلت فرما گئیں۔ مرحومہ مفتی اسامہ سمیع اور صاحبزادہ خزیمہ سمیع کی نانی جان تھیں،

ان کا جنازہ دونومبر صبح ساڑھے دس بجے منگلور سوات میں مولانا عرفان الحق حقانی نے پڑھایا جس میں علاقہ بھر کے علماوعوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور انہیں اپنے آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔چونکہ اسی دن مولانا سمیع الحق شہید کی خدمات کے حوالہ سے پہلے سے منعقدہ پروگرام جناح کنونشن سینٹر میں طے تھا،بنابریں حضرت مہتمم صاحب اور نائب مہتمم صاحب بامر مجبوری شرکت نہ کرسکے۔بعد میں تعزیت کے لئے تشریف لے گئے ۔دوردراز کے سفر اور صعوبتوں کے خیال سے عام اطلاع نہیں دی گئی ۔تاہم قارئین سے ان کی مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست کی جاتی ہے۔

☆ حضرت مہتمم صاحب کے بچپن کے قریبی دوست جناب شہریار مرحوم عرف (شیرو) کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعد میں پسماندگان سے تعزیت کی ☆ حاجی عبدالغفور صاحب کی زوجہ اور محمد الیاس صاحب کی دادی کی وفات پر تعزیت کے لئے میرہ اسلام آباد کورونہ مصری بانڈہ تشریف لے گئے اور اسی دن شہریار مرحوم کی دعائے مغفرت کیلئے ان کے گھر اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے ۔

نماز جمعہ مرحوم فراز خان شاعر کے جنازہ پر نوشہرہ تشریف لے گئے اور نماز جنازہ ادا فرمائی ۔

نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ کی مصروفیات واسفار

☆ والدمحترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ سے کوئٹہ بلوچستان سے آئے ہوئے وفد نے ان کی دفتر جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ملاقات کی ،وفد کی قیادت جامعہ حقانیہ کے قدیم فاضل اور جمعیت علمائے اسلام کے رہنما مولانا ندا محمد حقانی نے کی،ان کے ہمراہ آئے ہوئے مہمان قاری نعیم اللہ نے جمعیت علماء میں شمولیت اختیار کی ۔☆ حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ ایک روزہ دورہ پر پنجاب کے شہر بھکر تشریف لے گئے، جہاں جمعیت علمائے اسلام کے زیراہتمام عظیم الشان ناموس رسالت وعظمت صحابہؓ مارچ میں بطور مہمان خصوصی شرکت اور خطاب فرمایا۔☆ جنرل ضیاءالحق شہید کے فرزند اور مسلم لیگ ضیاء کے سربراہ جناب اعجاز الحق صاحب کی دعوت پر راولپنڈی میں منعقدہ استحکام پاکستان کانفرنس میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔☆ جامعہ فاورقیہ کراچی کے مہتمم اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا ڈاکٹر عادل خانؒ کی ظالمانہ اور سفاکانہ شہادت پر ان کے خاندان اور ادارے سے تعزیت کی،اپنے مذمتی بیان میں حضرت مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ نے اس واقعہ کو قومی سانحہ قرار دیتے ہوئے حکومت سے قاتلوں کو فوری گرفتار کرنے کا پرزور مطالبہ کیا۔☆ والدمحترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے جامعہ قاسم العلوم بہاولنگر فقیروالی کے مہتمم حضرت مولانا قاسم قاسمی صاحب ان کے صاحبزادے مولانا مسعود قاسم قاسمی صاحب اور دیگر علماء کرام نے اکوڑہ خٹک میں ملاقات کی۔

مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ کا ۵ روزہ دورہ بلوچستان

☆ والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ کا نے دورہ بلوچستان کے آغاز پر کوئٹہ پہنچے، کوئٹہ ایئرپورٹ پر جمعیت بلوچستان کے رہنماؤں نے استقبال کیا، جمعیت علمائے اسلام بلوچستان کے اجلاس میں شریک ہوئے اور پارٹی عہدیداروں سے خطاب کیا، جمعیت علماء اسلام نظریاتی کی طرف سے اپنے اعزاز میں منعقدہ استقبالیہ تقریب میں شرکت کی۔اسی روز ۱۳ اکتوبر کو کوئٹہ پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا اور ملکی سیاسی ومذہبی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا، کوئٹہ کے علاقے پشتون باغ میں بادیزئی قوم کے سردار ولی خان اوران کے خاندان اور ساتھیوں کی جمعیت علماء اسلام میں شمولیتی تقریب میں شرکت کی، اور برداروں خان کو جمعیت علماء میں خوش آمدید کیا۔

☆ دورہ بلوچستان کے دوسرے مرحلے میں پشین پہنچے جہاں جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا عبدالحلیم صاحب کی رہائش گاہ میں پارٹی عہدیداروں کے اجلاس میں شرکت کی ☆ پشین پریس کلب میں صحافیوں سے خطاب فرمایا۔ ☆ حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے زیارت بلوچستان میں اپنے وفد کے ہمراہ قائداعظم کی رہائش گاہ کا دورہ کیا۔ جمعیت علمائے اسلام زیارت کے زیراہتمام جلسے میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ ☆ دورہ بلوچستان کے اگلے مرحلہ میں لورالائی تشریف لے گئے جہاں مدرسہ منبع العلوم لورالائی کا دورہ کیا، اور جامعہ کے مہتمم مولانا عبدالروف مدنی کی طرف سے اپنے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت اور خطاب فرمایا۔جامعہ فرقانیہ لورالائی کا دورہ کیا، مہتمم جامعہ حافظ سراج الدین ساجد نے استقبالیہ دیا۔ ☆ جمعیت علمائے اسلام لورالائی کے زیراہتمام شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ میں شرکت کی اور خطاب فرمایا، کانفرنس سے لورالائی کے جید علمائے کرام اور معززین نے بھی خطاب فرمایا۔ ☆ جمعیت علماء اسلام قلعہ سیف اللہ کی طرف سے منعقدہ شہید ناموس رسالت کانفرنس میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ ☆ جمعیت علماء اسلام (ف) کے مرکزی رہنما حافظ حسین احمد صاحب سے ان کی رہائش گاہ کوئٹہ میں ان کی والدہ کی وفات پر تعزیت کی۔ ☆ بلوچستان کا دورہ مکمل کر کے اکوڑہ خٹک واپس روانہ ہوئے، دورہ بلوچستان میں ان کے ہمراہ جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب اور مولانا اسامہ سمیع بھی ہمراہ تھے۔ بلوچستان کی قیادت مولانا عبدالحلیم، حاجی اختر شاہ مردانزئی، مولانا محمد شفیق دولت زئی، قاری انعام الحق، مولانا مفتی عبدالواحد بازئی، مولانا نوراللہ مسعود حقانی، حاجی عبدالقیوم میرزئی، مولانا طاہر شاہ، قاری نعیم اللہ اور مولانا اجلال شاہ بھی شریک تھے۔ ☆ جمعیت علمائے اسلام ڈسکہ سیالکوٹ کے

زیراہتمام خدمات حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ میں شرکت کیلئے ایک روزہ دورہ پر سیالکوٹ پنجاب تشریف لے گئے ،ڈسکہ پہنچنے پر جمعیت علمائے اسلام کے کارکنوں نے بھرپور استقبال کیا،مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے خدمات حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس سے تفصیلی خطاب فرمایا،جناب اعجاز الحق ،جناب عبداللہ گل،مولانا عبدالروف فاروقی،مولانا یوسف شاہ ،مولانا عبدالقدوس نقشبندی کے علاوہ کانفرنس کے میزبان اور جمعیت شمالی پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا ایوب خان ثاقب نے بھی خطاب فرمایا۔ ☆ والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ کی قیادت میں فرانس میں نبی کریم کی شان میں گستاخی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا گیا جس سے حضرت والد صاحب کے علاوہ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی اور مولانا سید یوسف شاہ صاحب نے خطاب فرمایا۔ ☆ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے جانثار ساتھی حاجی سرفراز خان مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔نماز جنازہ حضرت مہتمم مولانا انوار الحق صاحب نے پڑھائی۔ ☆ مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ نے جامعہ زبیریہ پشاور کا دورہ کیا جہاں انہوں نے مدرسہ کے مہتمم مولانا رحیم اللہ حقانی سے مدرسے میں ہونے والے بم دھماکے اور شہید طلبا کرام کی شہادت پر تعزیت کی۔ ☆ جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی امیر مولانا حامد الحق حقانی نے کرک،ڈیرہ اسماعیل خان،لکی مروت اور کلاچی میں جمعیت علمائے اسلام کے زیراہتمام منعقدہ مختلف اجتماعات سے خطاب کیا،مولانا حقانی نے کلاچی میں مولانا قاضی محمد نسیم کی وفات پر ان کے خاندان سے تعزیت کی،اس موقع پر صوبائی امیر مولانا سید یوسف شاہ اور دیگر رہنما ہمراہ تھے۔

دارالافتاء کے مفتی غلام حسین کی وفات: دارالعلوم میں دارالافتاء کے نائب مفتی مولانا غلام حسین گزشتہ دنوں گھریلو جھگڑے میں ظلما سسر کے ہاتھوں فائرنگ سے شدید زخمی ہوئے جو ہسپتال پہنچاتے ہوئے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے راستہ ہی میں شہید ہو گئے، مجرم سسر کو موقع پر ہی پولیس نے گرفتار کرلیا۔ پسماندگان اور دارالعلوم کی درخواست پر مجرم کے خلاف عدالت میں کیس چل رہا ہے۔مفتی صاحب دارالعلوم کراچی کے فارغ التحصیل نہایت ہی قابل فاضل انسان تھے، انتہائی کم گو،شریف النفس ،منتظم مزاج کے حامل تھے۔تقریباً پندرہ برس سے دارالافتاء میں ہر قسم کی معاونت کرتے رہے ،اللہ تعالیٰ نے انہیں تحقیق وتخریج اور تفقہ اور علم الفرائض (میراث) کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔دارالعلوم میں ان کا جنازہ پڑھایا گیا پھر بعد میں بگرام میں دارالعلوم کے اساتذہ مفتی غلام قادر، مفتی مختار اللہ حقانی،مولانا سعیدالرحمٰن ومولانا شیر عالم صاحبان ودیگر اساتذہ کرام نے جا کر پسماندگان سے تعزیت و ہمدردی کی۔مفتی صاحب کے حق میں رفع درجات کی اپیل ہے۔

مولانا محمد اسلام حقانی

تعارف وتبصرہ کتب

● ماہنامہ ''بینات'' (خصوصی نمبر) بیاد مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ

مدیر: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ ضخامت: ۱۰۹۰صفحات ناشر: جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ کا شمار اپنے دور کے ممتاز محققین اور نابغہ روزگار ہستیوں میں ہوتا ہے، مولانا شہید جامع الصفات والکمالات شخصیت تھے اور ان کی ذات گرامی میں اَن گنت صلاحیتیں اور خوبیاں جمع تھیں، علمی، تحقیقی، تصنیفی اور انتظامی میدان میں آپ کی خدمات جلیلہ اور مدبرانہ کارناموں کے سب ہی معترف ہیں، آپ اپنے عہد میں جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم اور شیخ الحدیث رہے، ساتھ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ بھی، پوری زندگی اصلاح وتربیت، درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور تصنیف وتالیف میں بسر کی، مختلف علمی وعملی میدانوں میں گراں قدر خدمات پیش کرکے حین حیات ہی میں معاصر اہل علم سے داد تحسین وصول کر چکے، مولانا شہید سیال قلم مصنف، روان اسلوب مترجم، جید مدرس اور بہترین منتظم تھے، ان کا عظیم علمی کارنامہ ''کشف النقاب عما یقوله الترمذی فی الباب'' کے نام سے مشہور ہے، آپ تخریج احادیث کا ایک ایسا عدیم النظیر ذخیرہ جمع کررہے تھے جو اپنے موضوع پر ایک ''دائرہ المعارف'' کی حیثیت رکھتی کاش!وہ یہ علمی کام اپنے حیات ہی مکمل کرتے، تاہم اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا، مولانا شہیدؒ مختصر عرصہ زندگی میں تن تنہا ایک اکیڈمی کا کام کرکے سینے پر شہادت کا تمغہ سجائے اس دار فانی سے سفر آخرت پر روانہ ہوگئے، یوں ان کا جاری کردہ علمی سلسلہ تصنیف ''کشف النقاب'' پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا، ۲/نومبر ۱۹۹۷ء کو سفاک قاتلوں نے مولانا شہیدؒ کو اپنے رفقاء سمیت شہید کردیا، جیسا کہ دینی جامعات و مدارس کے مجلات کی روایت یہ رہی ہے کہ وہ امت وملت کے محسن شخصیات پر ان کی وفات یا شہادت کے بعد ان کی خدمات عالیہ کو خراج تحسین وعقیدت پیش کرنے اور ان کی خدمات جلیلہ سے نسلِ نو کو روشناس کرانے کیلئے ان پر خصوصی نمبر کے اشاعت اہتمام کرتے ہیں، یہ برصغیر کے مجلات کی ایک بہترین روایت ہے جسکی وجہ سے بہت سارے اہل علم کے علمی خدمات وکارنامے محفوظ ہوجاتے، دوسری طرف نسلِ نو کیلئے مشعل راہ بھی ثابت ہوتے ہیں، مولانا شہید پر شہادت کے فوراً بعد ماہنامہ ''بنیات'' نے خصوصی نمبر چند وجوہات کی بنا پر اور اس وقت کے حالات کے پیش نظر شائع نہ

کرایا، تاہم اُن کے عزم، حوصلے اور ارادے جوان تھے، جامعہ بنوری ٹاؤن کے شعبہ نشر واشاعت نے مولانا شہیدؒ کی شخصیت پر ایک ضخیم خصوصی نمبر شائع کرنے کا عزم کیا، اب حال ہی میں وہ نمبر شائع ہو کر منصۂ شہود پر آچکا ہے، جس میں پاکستانی اہل علم ودانش کے علاوہ بیرونی ممالک کے بلند پایہ اہل علم وقلم کے وقیع مضامین ومقالات شامل ہیں۔ ماہنامہ ''بینات'' کے ارباب اہتمام، ادارت اوران کے صاحبزادوں نے ملت اور امت کے اس محسن پر ایک وقیع خصوصی نمبر شائع کر کے منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کی، یقیناً شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ کی زیر سرپرستی اورمولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کے زیر ادارت میں شائع شدہ یہ شاہکار کاوش قابل صد تحسین وتعریف ہے، نیز مولانا شہیدؒ کے صاحبزادگان خصوصاً مولانا حارث حبیب وغیرہ بھی اس عظیم کاوش پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

زیر تبصرہ ''خصوصی نمبر'' معیاری وتحقیقی مضامین، دیدہ زیب اور جاذب نظر سرورق، اعلیٰ کاغذ، بہترین طباعت، مختصر مگر جامع عنوانات، ۱۶۵ وقیع مضامین ومقالات پر مشتمل یہ حسین گلدستہ یقیناً مولانا شہید کے خدمات ونقوش حیات پر ایک قیمتی سوغات سے کم نہیں، دیر آید درست آید کا صحیح مصداق یہ کاوش یقیناً پڑھنے اور مطالعے سے تعلق رکھتا ہے، (جملہ معترضہ کے طور پر مدیرالحق مولانا راشدالحق سمیع صاحب کے ماہنامہ ''الحق'' کا تعزیتی شذرہ جو بروقت انہیں ارسال کردیا تھا معلوم نہیں کیوں شامل اشاعت نہیں کیا گیا) اس کاوش کے مشمولات ایک سے ایک بڑھ کر اعلیٰ معیار کی حامل ہیں، یہ ایک اہم تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کاوش کو مولانا شہید کے رفع درجات کا وسیلہ اور ناشرین کیلئے مزید علمی ترقیات کا ذریعہ اور قارئین کیلئے مشعل راہ بنادے (آمین)

- **دین وشریعت کی بنیادیں اور فقہی اصول وضابطے قرآن کریم کی روشنی میں**

افادات: مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ مرتب: مولانا مفتی محمد زید مظاہری ندوی

ضخامت: ۳۳۶ صفحات ناشر: مکتبہ الایمان کراچی 0332 3552282

فقیہ النفس مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کو دیوبندی علماء میں ایک ممتاز مقام ومرتبہ حاصل ہے، ان کا تبحر علمی ان کی شاہکار تفسیر ''معارف القران'' سے عیاں ہے اور دوسری طرف فقہ اسلامی میں ان کے رسوخ کی علمی دنیا معترف ہے، تفسیر ''معارف القران'' میں ان کے فقیہانہ ذوق کا اظہار جابجا بکثرت ملتا ہے، زیر تبصرہ کتاب ''دین وشریعت کی بنیادیں اور فقہی اصول وضابطے'' میں مولانا مفتی محمد زید مظاہری نے ''معارف القرآن'' سے ایسے اصول وکلیات اور اسلام کی مضبوط بنیادوں کو چن چن کر مرتب کرنے کی

کوشش کی ہے جو کتاب وسنت اور اجماع وقیاس وغیرہ کے مباحث پر مشتمل ہیں، بعض دیگر مباحث تفسیر ''معارف القرآن'' کے علاوہ مفتی صاحب کی دوسری تصانیف وفتاوی سے ماخوذ ہیں، اس طرح مولانا مفتی زید مظاہری نے مفتی محمد شفیع مرحوم کے منتشر مواد کو اکٹھا کر کے مرتب کیا تا کہ ان مباحث کی اہمیت و ضرورت ہر ایک کے سامنے اجاگر ہو جائے اور اردو دان طبقہ بھی ان مباحث اور بنیادوں سے اچھی طرح واقف ہو کر مختلف گمراہیوں سے محفوظ رہے، ایسے منتشر مواد کو کتابی صورت میں یکجا مرتب کرنا کوئی آسان کام نہیں تاہم مولانا زید مظاہری ندوی کو اس تحقیقی اور مشکل کام سے خاص شغف اور دلچسپی ہے، اس سے قبل بھی آپ مولانا تھانویؒ کے افادات مرتب کر چکے ہیں، یہ کام بھی انہوں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ کیا ہے، یقیناً ان کے مرتب کردہ تمام مجموعے قابل داد ولائق صد تحسین ہے، دس ابواب پر مشتمل یہ گلدستہ فقہاء اور اہل افتاء کیلئے مشعل راہ ہیں، دوسری طرف عوام الناس بھی اس مستفید ہو سکتے ہیں۔

● فلسطین کی ڈائری مؤلف: مولانا سہیل باوا

ضخامت: ۱۳۶ صفحات ناشر: ختم نبوت اکیڈمی لندن 02136613625

سفر نامہ ایک مسافر کی روداد سفر کا نام ہے جس میں وہ اپنے ذاتی تجربات، مشاہدات، تاثرات اور احساسات کو قلمبند کرتا ہے، ایک سیاح دوران سفر جن مقامات اور جن حالات سے متاثر ہوتا ہے اس کا تذکرہ وہ اپنے سفر نامے میں شگفتہ پیرائے اور خوبصورت اسلوب میں کرتا ہے، سفر نامے کی ادبی، تاریخی، تہذیبی اور معاشرتی اہمیت ہر زبان و ادب میں مسلم ہے، سفر نامے سے ایسے بہت سے واقعات اور مشاہدات کا اندازہ ہوتا ہے جو عام کتابوں میں آسانی سے میسر نہیں ہوتے، سفر نامے ہمارے لئے مختلف مقامات اور معاشروں کی تاریخ کا ایک اہم ترین خزانہ فراہم کرتے ہیں، سفر نامے کی بہت پرانی تاریخ ہے، ہر زبان میں سفر نامے کثرت سے شائع ہوتے ہیں، اردو زبان بھی عمدہ سفر ناموں سے مالا مال ہے اور سفر نامے لکھنے کا سلسلہ تا ہنوز جاری ہے۔ اس سلسلے کی ایک حسین کڑی مولانا سہیل باوا صاحب کا سفر نامہ ''فلسطین'' بھی ہے۔ زیر تبصرہ کتاب ''فلسطین کی ڈائری'' ایک ایسی سرزمین کا روداد سفر ہے جو سرزمین انبیاء کہلاتی ہے، یہ وہ مقدس مقام ہے جہاں مسجد الحرام اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیسری مقدس مسجد ''مسجد اقصی'' قائم ہے، اس روئے زمین میں ایسے مقامات ہیں جو تقدس اور برکت کے حوالے سے اپنے اندر ایک جہاں رکھتے ہیں، ہر مسلمان ان مقدس مقامات کی زیارت کا تمنا رکھتے ہیں، مولانا سہیل باوا صاحب جن کی ختم نبوت کے حوالے گرانقدر خدمات ہیں، عرصہ دراز سے وہ لندن میں مقیم ہیں اور تحفظ ختم نبوت کے عظیم مشن میں

مصروف عمل ہیں، آپ ختم نبوت اکیڈمی لندن کے سرپرست بھی ہیں ان کا یہ گرانقدر سفر نامہ محض سفرنامہ نہیں بلکہ ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت بھی رکھتی ہے جس میں انہوں نے سرزمین فلسطین کے مقدس مقامات پر سیر حاصل بحث کرنے کیساتھ ساتھ اپنے مشاہدات و تاثرات بیان کر کے پوری امت مسلمہ کی ترجمان کا حق بھی ادا کیا ہے، اس انمول سفر نامہ لکھنے پر آپ مبارکباد اور تحسین کے مستحق ہے۔عمدہ حسن ترتیب، ذوق تحقیق وتحریر معیاری، اعلیٰ آرٹ پیپر اور بہترین طباعت کے اعتبار سے جاذب نظر یہ سفرنامہ اہل علم و ذوق کیلئے قیمتی تحفہ سے کم نہیں ہے، آخر میں مقدس مقامات کی تصاویر معلوماتی ہے، تاہم جانداروں کی تصاویر شائع کرنا اسلامی روایت نہیں رہی ہے، اس سے بہرحال دینی حلقوں کو اجتناب کرنا لازمی ہے، اللہ تعالیٰ مولانا سہیل باوا صاحب کی اس کاوش کوشرف قبولیت سے نوازے آمین۔

- **نحوی لطائف** مولف: مولانا مفتی محمد سلیم آلف

ضخامت: ۵۵۹ صفحات ناشر: مکتبہ لوح وقلم مردان رابطہ نمبر: 03139595358

جس طرح علوم وفنون ادب عربی میں علم النحو کی اہمیت، حیثیت اور ضرورت مسلم ہے، اسی طرح علم النحو میں موجود شیریں لطائف، ظرافت ومزاح اور نادر عجائب وغرائب کو اہل علم وفن نے اہمیت کی نگاہ سے دیکھا ہے، چونکہ خوش طبعی، لطافت وظرافت مضطرب اذہان کیلئے نشاط طبع اور باہمی الفت ومحبت کا وسیلہ ہے، علم النحو دینی جامعات و مدارس میں نہایت ذوق وشوق سے پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے، اساتذہ کرام کبھی کبھار طلباء کے نشاط طبع کیلئے نحوی لطائف سے طلباء پر کیف سرور پیدا کراتے ہیں، اس کے علاوہ نحوی کتابیں نحوی لطائف سے بھری پڑی ہیں، جس کے مطالعے سے طبیعت گل وگلزار ہوجاتی ہے، عربی زبان میں اہل علم اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، تاہم اردو زبان میں لطائف وغرائب نحو پر کوئی الگ جامع کتاب نہیں، اس پر جامع کتاب لکھنے کا سہرا مولانا مفتی محمد سلیم آلف کے سرجاتا ہے، مولف موصوف نے اس خلاء کو پُر کیا اور الگ کتاب لکھ کر علم نحو کے عشاق پر احسان کیا۔ زیرتبصرہ کتاب ''نحوی لطائف'' عام فہم اور سادہ زبان میں لکھی گئی ہے، جس میں مؤلف موصوف نے طلباء کے ذہنوں میں نشاط، خوشی اور مسکراہٹیں بکھیرنے والے لطائف اور بعض دقیق نکات بڑی محنت اور عرقریزی سے جمع کئے ہیں۔ بعض مقامات پر نحوی قواعد بھی شستہ اور سلیس انداز میں پیش کئے ہیں، بہرحال اپنے موضوع پر بہترین کتاب ہے، عربی اردو گرامر کے شائقین، دینی وعصری جامعات کے طلبہ اور ارباب ذوق کیلئے اہل نحو کی مزاح اور شگفتہ بیانیوں سے بھرپور یہ فرحت بخش اور دلچسپ کتاب سب کیلئے یکساں مفید ہے۔